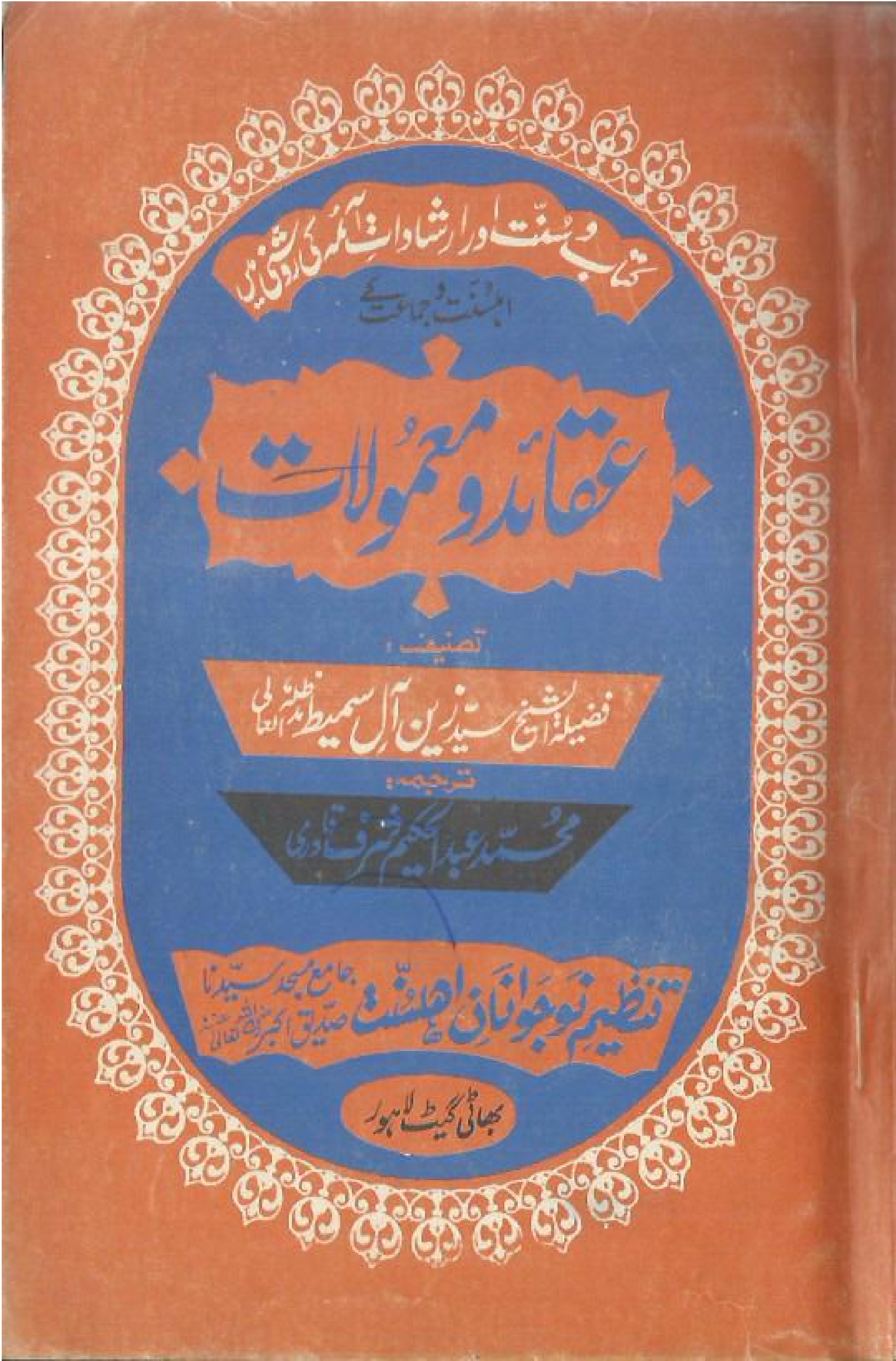

کتاب و سنت اور ارشاداتِ آئمہ کی روشنی میں
اہلسنت و جماعت کے
عقائد و معمولات
تصنیف:
فضیلۃ الشیخ سید زین آل سمیط مدظلہ العالی
ترجمہ:
محمد عبدالحکیم شرف قادری
تنظیم نوجوانانِ اہلسنت جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بھاٹی گیٹ لاہور

کتاب و سنت اور ارشاداتِ آئمہ کی روشنی میں

اہلسنت و جماعت کے

عقائد و معمولات

تصنیف:

فضیلۃ الشیخ سید زین آل سمیط مدظلہ العالی

ترجمہ:

محمد عبدالحکیم شرف قادری

تنظیم نوجوانانِ اہلسنت جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بھاٹی گیٹ لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر (۲۶)

بیاد : امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

زیر نگرانی	--------	حافظ محمد شاہد اقبال
نام کتاب	--------	اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات
تصنیف	--------	فضیلۃ الشیخ سید زین ال سمیط
ترجمہ	--------	شیخ الحدیث، مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری
سن طباعت	--------	ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ اگست ۱۹۹۷ء
تعداد	--------	ایک ہزار (۱۰۰۰)
صفحات	--------	۸۸

نوٹ: شائقین مطالعہ **۱۲** روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کرسکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:

تنظیم نوجوانان اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اندرون بھاٹی گیٹ، لاہور، پاکستان

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ ناشر

میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور صلوۃ و سلام بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ کے عبد مکرم، رسول معظم اور حبیب گرامی، سیدنا محمد نبی امی، آپ کی تمام محترم آل، صحابہ کرام اور اولیاء امت پر۔

حمد و ثناء اور صلوۃ و سلام کے بعد! جب پیارے بھائی، علامہ شیخ زین بن سمیط آل باعلوی حسینی شافعی کا مخطوطہ میری نظر سے گزرا تو مجھے بہت خوشی ہوئی، میں نے اسے مفید اور فائدہ مند پایا۔ بہت سے اختلافی مسائل جو سواداعظم اہل سنت و جماعت اور مخالفین کی اقلیت کے درمیان وجہ نزاع بنے ہوئے ہیں، اس رسالے میں کتاب و سنت کے معتمد دلائل شرعیہ سے ان کا بہترین جواب دیا گیا ہے۔

میں نے اس رسالے کا نام "مسائل کثر حولها النقاش و الجدل" (وہ مسائل جن میں اختلاف اور نزاع بکثرت ہے) رکھ کر اس کی اشاعت میں اللہ تعالیٰ سے امداد کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت مولف کی تصنیفی جدوجہد اور میری اشاعت کی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کے ذریعے دلوں اور عقلوں کو مسلمانوں کے متفقہ نظریہ پر جمع فرما دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ وہ بہترین ہستی ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ کریم ذات ہے جس سے امید کی جاتی ہے اور تمام تعریفیں سب جہانوں کے رب کے لیے ہیں۔

پہلا عربی ایڈیشن
۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶ء

سید یوسف بن سید ہاشم رفاعی
(کویت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عوامی مسائل اور ان کا حل سوالا جوابا کتاب وسنت کی روشنی میں

تمام تعریفیں ہدایت دینے والے اور راہنما اللہ تعالیٰ کے لئے، ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں راہ راست کی ہدایت عطا فرمائے، گمراہی اور گمراہ گری سے محفوظ رکھے، اور صبح وشام درود وسلام بھیجے ہمارے آقا اور رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو ہر اچھے خلق اور بلند مقصد کی طرف بلانے والے ہیں، اور آپ کی آل پاک، صحابہ کرام اور اخلاص کے ساتھ آپ کے پیروکاروں پر۔

اس مختصر رسالہ میں مسلمانوں کے سواد اعظم اور نجات پانے والی جماعت، یعنی اہل سنت وجماعت کے عقائد کے مطابق جوابات لکھے گئے ہیں، میں نے اسے سوال وجواب کی صورت میں لکھا ہے، تاکہ ابتدائی طلباء اور طالب حق سائلوں کے لئے اس کا پڑھنا آسان ہو، اللہ تعالیٰ ہی راہ راست کی ہدایت عطا فرمانے والا ہے۔

توسل

س۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے توسل کا کیا حکم ہے؟

ج۔ دنیاوی اور اخروی حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے ان سے توسل، استغاثہ اور استعانت شرعا جائز ہے، اس پر مسلمانوں کے جمہور اور سواد اعظم، اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے، اور ان کا اجماع حجت ہے، کیونکہ وہ خطا سے محفوظ ومامون ہیں۔ امام احمد اور امام طبرانی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ میری امت

گمراہی پر جمع نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمالی (۱) امام حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا (۲) اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومن جس چیز کو اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔(۳)

س۔ انبیاء اور اولیا سے توسل کا مطلب کیا ہے؟

ج۔ توسل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں کے ذکر سے برکت حاصل کی جائے، کیونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ ان سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ حاجتوں کے برآنے اور مطالب کے حاصل ہونے کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ اور واسطہ بنایا جائے، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قرب حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا پوری فرماتا ہے اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس کے لئے میرا اعلان جنگ ہے، میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی محبوب شے کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا، میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتے کرتے اس مقام کو پہنچ جاتا ہے کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں، اور جب اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی قوت سمع ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے، اور اس کی قوت بصر ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا رجل (قوت) ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر میری پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔ (۴) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

س۔ توسل کے جائز ہونے پر کیا دلیل ہے؟

ج۔ توسل کے جائز ہونے پر بکثرت صحیح اور صریح حدیثیں دلیل ہیں۔

(۱) امام ترمذی، نسائی، بیہقی اور طبرانی سند صحیح سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو دور فرمادے، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو، ہم دعا کریں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لئے بہتر ہے، انہوں نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد مصطفےٰ، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یا رسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے سلسلے میں متوجہ ہوں تاکہ برلائی جائے، اے اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔

وہ صحابی چلے گئے، پھر وہ اس حال میں واپس آئے کہ ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔ (۵) امام بیہقی کی روایت میں ہے۔ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وہ صحابی اٹھ کر کھڑے ہوئے تو ان کی بینائی بحال ہوچکی تھی۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل بھی ہے اور آپ کو ندا بھی ہے، اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے

صحابہ کرام، تابعین اور سلف وخلف نے اس دعا کو اپنا معمول بنایا ہے۔

(۲) امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے، اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو ہمیں بارش عطافرماتا تھا، اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، ہمیں بارش عطافرما۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔ (۶)

علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ارباب فضیلت ذوات سے توسل کے بارے میں صریح ہے، کیونکہ حاضرین نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کیا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بارش عطافرمائی۔

س۔ کیا دنیا سے رحلت کرجانے والوں سے توسل جائز ہے؟

ج۔ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں سے توسل جائز ہے خواہ وہ دنیاوی زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں، کیونکہ محبوبین اہل برزخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور جو ان کی طرف متوجہ ہو، وہ بھی حصول مقصد کے سلسلے میں اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

س۔ دنیا سے رحلت فرماجانے والے حضرات سے توسل کے جائز ہونے کی دلیل کیا ہے؟

ج۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو ابن قیم نے زادالمعاد میں (۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور کہے' اے اللہ! میں تجھ سے اس حق کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں جو سائلوں کا تجھ پر ہے اور اس حق کے طفیل جو تری طرف میرے اس چلنے کا ہے' کیونکہ میں فخر اور غرور اور لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے نہیں نکلا' میں تیری ناراضی سے بچنے اور تیری خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے نکلا ہوں' میری تجھ سے درخواست یہ ہے کہ مجھے آگ سے نجات عطا فرما اور میرے گناہ معاف فرما' کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے' اللہ تعالیٰ (یہ کلمات طیبہ کہنے والے اس شخص پر ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے' یہاں تک کہ وہ شخص نماز پوری کرلے' یہ حدیث امام ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔ (۸)

امام بیہقی' ابن السنی اور حافظ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے تشریف لے جاتے' تو یہ دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ الخ

علماء فرماتے ہیں کہ یہ صراحتہ" توسل ہے' ہر بندہ مومن سے چاہے وہ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یہ دعا سکھائی اور اس کے پڑھنے کا حکم دیا' تمام متقدمین اور متاخرین نماز کے لئے جاتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

یہ بھی ثابت ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ' کی والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فوت ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح دعا کی' اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو ان کے لئے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے

انبیاء کے حق کے صدقے (وسیلے) سے وسیع فرما۔ اس حدیث کو ابن حبان' حاکم اور طبرانی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔ (۹) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں غور کیجئے کہ مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے طفیل مغفرت فرما' کیونکہ اس سے صراحتہ" ثابت ہوتا ہے کہ دنیا سے رحلت فرماجانے والے انبیاء کرام سے توسل جائز ہے۔ اس نکتے کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے' آپ ہلاکتوں سے محفوظ رہیں گے۔

تنبیہ

علماء کرام اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے نفع عطا فرمائے' فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا سے رحلت کرجانے والے حضرات کو وسیلہ بنانا جائز نہیں' حضرت عمر فاروق نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے حضرت عباس کو وسیلہ بنایا' تاکہ لوگوں پر واضح کردیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ ہستیوں کو وسیلہ بنانا بھی جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے' تمام صحابہ کرام میں سے حضرت عباس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کی عزت و شرافت ظاہر کرنے کے لئے خاص کیا گیا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا آپ کی ذات اقدس کو وسیلہ بنانا ثابت ہے' اس کی ایک مثال وہ حدیث ہے جسے امام بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح سے روایت کیا' اور وہ یہ ہے کہ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں قحط میں مبتلا ہوگئے' حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ

! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں، کیونکہ لوگ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ خواب میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرف زیارت عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا، تم عمر بن الخطاب کے پاس جا کر انہیں سلام کہو، اور انہیں بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا۔ حضرت بلال بن الحارث نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی تو وہ رو پڑے، اللہ تعالیٰ نے بارش سے جل تھل کر دیا۔ (۱۰)

اس حدیث میں جائے استدلال حضرت بلال کا عمل ہے، وہ صحابی ہیں، ان پر نہ تو حضرت عمر فاروق نے اعتراض کیا اور نہ ہی دیگر صحابہ کرام نے رضی اللہ تعالیٰ عنہم

استغاثہ اور استعانت

س۔ استغاثہ کا معنی کیا ہے؟

ج۔ استغاثہ کا مطلب ہے بندے کا کسی مصیبت اور مشکل میں واقع ہونے کے وقت کسی ایسی ہستی سے امداد اور دستگیری طلب کرنا جو اس کی حاجت پوری کرے اور مشکل آسان کرے

س۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے امداد مانگی جاسکتی ہے؟

ج۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے، کیونکہ امداد حقیقتہً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے، اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے (وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا، (۱۱) دوسری حدیث میں

راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَاِنْ تُغِيْثُوا الْمَلْهُوْفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ "مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی راہنمائی کرو۔" اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا۔ (۱۲) سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

س۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے استغاثہ اور استعانت کے جائز ہونے پر کیا دلیل ہے؟

ج۔ امام بخاری کتاب الزکوۃ میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے (الحدیث) (۱۳) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے، یہ اتفاق اس بنا پر ہو گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا، یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

(۲) امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو، تو کہے یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَغِيْثُوْنِيْ اور ایک روایت میں ہے "اَعِيْنُوْنِيْ" اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ (۱۴) اس حدیث میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور

انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔ واللہ تعالی اعلم

خاتمہ

سید امام احمد بن زینی دحلان رحمہ اللہ تعالی (سابق مفتی مکہ مکرمہ) اپنی کتاب خلاصۃ الکلام میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ زندہ اور فوت شدہ حضرات سے توسل اور ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے، کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ موثر اور نفع نقصان دینے والا صرف اللہ تعالی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، انبیاء کرام کی کسی چیز میں تاثیر نہیں ہے، چونکہ وہ اللہ تعالی کے محبوب ہیں، اس لئے ان سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور ان کے مقام سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ وہ لوگ جو زندہ اور وفات یافتہ حضرات میں فرق کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے اور فوت شدہ حضرات سے مُدد مانگنا جائز نہیں ہے) ان کا عقیدہ یہ ہے کہ زندہ تو تاثیر کرتے ہیں اور فوت شدہ حضرات تاثیر نہیں کرتے، جب کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے۔ ارشاد ربانی ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ "اللہ تعالی نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے۔"

س۔ کیا ہمیں اللہ تعالی کے بندوں سے وفات کے بعد بھی دنیا میں نفع حاصل ہوتا ہے؟

ج۔ ہاں! میت، زندہ کو نفع دیتا ہے، اس لئے کہ یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ اموات زندوں کے لئے دعا اور شفاعت کرتے ہیں، سیدنا شیخ امام عبداللہ بن علوی حداد اللہ تعالی ان سے راضی ہو اور ان کی بدولت ہمیں نفع عطا فرمائے، فرماتے ہیں کہ زندوں کی نسبت دنیا سے رحلت فرمانے والے زندوں کو زیادہ نفع دیتے ہیں، کیونکہ زندہ افراد فکر معاش کی وجہ سے دوسروں کی طرف اتنی توجہ نہیں کرسکتے، جب کہ دنیا سے رحلت فرمانے والے فکر معاش سے آزاد

ہو چکے ہیں، ان کو اپنے سابقہ اعمال کے علاوہ کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی، فرشتوں کی طرح ان کا اس کے علاوہ کسی امر سے تعلق نہیں ہوتا۔ (١٦)

س۔ اس پر کیا دلیل ہے کہ اہل قبور سے زندوں کو نفع پہنچتا ہے؟

ج۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے اعمال تمہارے عزیز واقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، اگر اچھے عمل ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں، بصورت دیگر وہ کہتے ہیں، اے اللہ! انہیں موت نہ دے، یہاں تک کہ انہیں ہدایت دے جس طرح تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ (١٧)

امام بزار نے سند صحیح سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ہماری حیات تمہارے لئے بہتر ہے، تم گفتگو کرتے ہو اور تمہارے ساتھ گفتگو کی جاتی ہے اور ہماری وفات تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے جائیں گے، تو ہم جو اچھا کام دیکھیں گے اللہ تعالی کی حمد کریں گے اور جو برا کام دیکھیں گے تو تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ (١٨)

علماء فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گنہگار امتی کے اعمال پیش کئے جائیں گے، تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی دعائے مغفرت سے بڑا فائدہ کیا ہوگا۔

بعض علماء نے فرمایا: کہ صاحب قبر کے زندہ کو فائدہ پہنچانے کی قوی دلیل وہ واقعہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو شب معراج پیش آیا، جب اللہ تعالی نے آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں تو سیدنا موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ اپنے

رب سے رجوع کریں اور تخفیف کی درخواست کریں، جیسے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے۔ (۱۹) سیدنا موسی علیہ السلام اس وقت رحلت فرما چکے تھے، ہم اور قیامت تک آنے والی امت محمدیہ کے افراد ان کی برکت سے مستفید ہو رہے ہیں، اور ہوتے رہیں گے، ان کے واسطے سے تمام امت کے لئے تخفیف واقع ہو گئی اور یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔

س۔ کیا انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟

ج۔ ہاں! کیونکہ یہ ثابت ہے کہ وہ حج کرتے ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ بعض اوقات انسان مکلف نہیں ہوتا، لیکن لطف اندوز ہونے کے لئے اعمال ادا کرتا ہے، لہذا یہ بات اس امر کے منافی نہیں ہے کہ آخرت دار عمل نہیں ہے۔

س۔ انبیاء کرام علیہم الصلوہ والسلام کی زندگی پر کیا دلیل ہے؟

ج۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج موسی علیہ السلام کے پاس سے ہمارا گزر ہوا، وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (۲۰)

امام بیہقی اور ابو یعلی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ (۲۱) امام مناوی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ (۲۲)

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں شہداء کی زندگی صراحۃ" بیان فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (۲۳)

ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے، انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے، جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء کرام اور صدیقین بطریق اولی زندہ ہوں گے، کیونکہ وہ شہداء سے بلند درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور میرے والد ماجد آرام فرما تھے، اس حال میں داخل ہوا کرتی تھی کہ پردے کا کچھ خاص اہتمام نہ ہوتا تھا، میں کہتی تھی کہ ایک میرے شوہر محترم ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد ہیں، جب ان کے ساتھ حضرت عمرفاروق دفن ہوئے تو اللہ کی قسم! عمرفاروق سے حیا کی بنا پر اس طرح داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنے جسم کو خوب اچھی طرح کپڑوں میں لپیٹ رکھا ہوتا تھا۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا۔ (۲۴)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو اس امر میں کوئی شک نہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ انہیں دیکھ رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عمرفاروق ان کے گھر میں دفن ہوئے تو داخل ہوتے وقت پردے کا خصوصی اہتمام کیا کرتی تھیں۔

تبرک

س۔ کیا اللہ تعالی کے محبوب بندوں اور صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز

ج۔ ہاں! جائز بلکہ مستحب ہے اور اس پر علماء اسلام کا اتفاق ہے۔

س۔ اس کی دلیل کیا ہے؟

ج۔ اس کے بہت دلائل ہیں، چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے بال مونڈ رہا تھا' صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے' وہ چاہتے تھے کہ (آپ کا کوئی بال زمین پر نہ گرنے پائے بلکہ) کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں آئے' وہ آپ کے بال مبارک کو برکت اور شفاء حاصل کرنے کے لئے حفاظت سے رکھتے تھے۔ (۲۵)

۲۔ یہ ثابت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند بال مبارک اپنی ٹوپی میں رکھا کرتے تھے' ایک جنگ میں ان کی ٹوپی گر گئی' اسے تلاش کرنے کے لئے انہوں نے اتنا شدید حملہ کیا کہ دشمنوں کی کثیر تعداد ماری گئی' بعض صحابہ نے ان پر اعتراض کیا (کہ آپ نے ایک ٹوپی تلاش کرنے کے لئے اتنے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالا) حضرت خالد نے فرمایا: کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا' بلکہ ان بالوں کے لئے کیا ہے جو اس ٹوپی میں ہیں' تاکہ میں ان کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور یہ مقدس بال مشرکوں کے ہاتھوں میں نہ چلے جائیں (۲۶)

۳۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت چمڑے کے سرخ خیمے میں تشریف فرما تھے' میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا' ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی تھا جسے حاصل کرنے کے لئے صحابۂ کرام جھپٹ رہے تھے' جسے پانی کا کچھ حصہ مل جاتا' وہ اپنے جسم پر مل لیتا اور جسے پانی نہ ملتا' وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کر لیتا (۲۷)

یعنی برکت اور شفاء حاصل کرنے کے لئے مسند امام احمد میں حضرت امام

جعفر بن امام محمد سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا' تو آپ کی آنکھوں کے پپوٹوں میں پانی جمع ہو جاتا تھا' حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے منہ لگا کر پانی پیتے تھے (۲۸) یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے۔

حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے طیالسی جبہ مبارکہ نکالا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے' اور ہم اسے بیماروں کے لئے دھوتی ہیں' اس کی برکت سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔ (۲۹)

زیارت قبور

س۔ انبیاء' اولیاء اور دوسروں کی قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

ج۔ ان کی قبروں کی زیارت اور ان کی طرف سفر کر کے جانا مستحب ہے' علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں قبروں کی زیارت ممنوع تھی' پھر یہ ممانعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے منسوخ ہو گئی۔

س۔ قبروں کی زیارت کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

ج۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی' کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا' اب ان کی زیارت کیا کرو (۳۰) امام بیہقی کی روایت میں اس پر یہ اضافہ ہے کہ زیارت قبور' دلوں کو نرم اور آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں جنت البقیع (مدینہ منورہ کے قبرستان) کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے' اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو' کل تمہارے پاس وہ (اجروثواب) آجائے گا جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا' اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں' اے اللہ! بقیع الغرقد (جنت البقیع) والوں کی مغفرت فرما۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ (۳۱)

س۔ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

ج۔ علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے فرمایا' قبروں کی زیارت مردوں کے لئے سنت ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ' ہاں! اگر برکت حاصل کرنے کے لئے ہو' مثلاً" انبیاء' اولیاء یا علماء کے مزارات کی زیارت کریں' تو مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی سنت ہے' بعض علماء نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت مطلقاً جائز ہے' کیونکہ امام بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو قبرستان میں اپنے بیٹے کی قبر پر روتے ہوئے دیکھا' تو اسے صبر کا حکم دیا (۳۲) اور اس پر انکار نہیں فرمایا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زیارت قبور کی دعا سکھائی' جب انہوں نے عرض کیا کہ میں اہل قبور کو کیا کہوں؟ تو آپ نے فرمایا' یوں کہو' تم پر سلام ہو گھروں والے مومنو مسلمانو! اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے' اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ (۳۳)

س۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائے (۳۴) اس کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے جب عورتیں

میت کی خوبیاں گنوانے' رونے اور نوحہ کرنے کے لئے قبروں کی زیارت کریں' جیسے کہ ان کی عادت ہے' ایسی زیارت حرام ہے' اور اگر ان مقاصد کے لئے نہ ہو تو حرج نہیں۔

س۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کجاوے صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے کے لئے باندھے جائیں (۳۵) اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کی طرف اس کی فضیلت کی بنا پر کجاوے باندھ کر سفر نہیں کیا جائے گا' اگر یہ مطلب نہ ہو تو لازم آئے گا کہ کجاوے باندھ کر عرفات' منیٰ' والدین اور رشتے داروں کی زیارت' طلب علم' تجارت اور جہاد کے لئے بھی سفر نہ کیا جائے' حالانکہ کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔

س۔ کیا اہل قبور شعور رکھتے ہیں اور قبروں کے پاس کی جانے والی گفتگو سنتے ہیں؟

ج۔ ہاں! اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبور کی زیارت اور انہیں صیغہ خطاب کے ساتھ سلام کہنے کو جائز قرار دیا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت جنت البقیع والوں کی زیارت کرتے تھے اور انہیں اسلام کہتے تھے' اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان سے بعید ہے کہ آپ ایسے لوگوں کو سلام کہیں جو سنتے اور سمجھتے نہ ہوں۔

س۔ اس کی دلیل کیا ہے؟

ج۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو محدث ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور

اس کے پاس بیٹھے تو قبر والا اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے' یہاں تک کہ وہ شخص اٹھ جائے۔ (۳۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے (اور اسے سلام کہے) تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے' اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے نہیں پہچانتا اور سلام کہے تو وہ (اگرچہ اسے پہچانتا نہیں تاہم) سلام کا جواب دیتا ہے۔ (۳۷)

س۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ" (۳۸) اور آپ ان لوگوں کو نہیں سناتے جو قبروں میں ہیں' اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے ابن قیم نے کتاب الروح میں کہا ہے کہ آیت کریمہ کی روش سے پتا چلتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ مردہ دل کافر کو (اگرچہ وہ بظاہر زندہ ہو) اس طرح نہیں سنا سکتے' کہ وہ سنانے سے نفع حاصل کرے' جیسے کہ آپ اہل قبور کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ سنانے سے نفع حاصل کریں' اللہ تعالیٰ کی یہ مراد نہیں ہے کہ اہل قبور کچھ بھی نہیں سنتے' یہ مراد کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اہل قبور وداع کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتے ہیں' یہ بھی خبر دی کہ بدر کے مقتول کافروں نے آپ کے کلام اور خطاب کو سنا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبور کو صیغہ خطاب کے ساتھ سلام کہنے کی اجازت دی' جسے مخاطب سنتا ہے' نیز آپ نے بیان فرمایا: کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کو سلام کہے' وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے' یہ آیت اس آیت کی نظیر ہے "اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ" بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے' اور بہروں کو پکار نہیں سناتے' جب وہ پشت پھیر کر چل دیں۔ (۳۹) (اس آیت میں تو واضح ہے کہ مردوں سے مراد مردہ دل کافر ہیں)

س۔ قبروں کے پاس قرآن پاک پڑھنے اور اس کا ثواب اہل قبور کو پہنچانے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ اہل قبور کے لئے مسلمانوں کا ہر عمل خواہ وہ قرآن پاک کی تلاوت ہو یا کلمہ طیبہ کا ورد ہو' حق اور درست ہے' علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کا ثواب اہل قبور کو پہنچتا ہے' کیونکہ مسلمان تلاوت اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد یہ دعا کرتے ہیں' کہ اے اللہ! جو کچھ ہم نے تلاوت کی اور کلمہ طیبہ پڑھا' اس کا ثواب فلاں (بلکہ تمام اہل اسلام) کو عطا فرما' اختلاف اس صورت میں ہے جب دعا نہ کرے' امام شافعی کا مشہور مذہب یہ ہے کہ ثواب نہیں پہنچتا' متاخرین علماء شافعیہ باقی تین اماموں کی طرح قائل ہیں کہ تلاوت اور ذکر کا ثواب میت کو پہنچتا ہے' اسی پر لوگوں کا عمل ہے' اور جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں' وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے' امام حجت' قطب الارشاد' سیدنا عبداللہ بن علوی حداد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب سبیل الاذکار میں فرماتے ہیں۔ اہل قبور کو برکت کے لحاظ سے عظیم ترین اور بہت ہی نفع دینے والی جو چیز بطور ہدیہ پیش کی جاتی ہے وہ قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے ثواب کا ایصال ہے' شہروں اور زمانوں میں مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے اور سلف وخلف کے جمہور علماء اور اولیاء کا یہی مذہب ہے۔ (۴۰)

س۔ اہل قبور کے لئے قرآن پاک کی تلاوت کے جائز ہونے پر کیا دلیل ہے؟

ج۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام احمد' ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِقْرَءُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ سُوْرَۃَ یٰسٓ اپنے مردوں پر سورۂ یٰس پڑھو۔ (۴۱)

علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مطلق ہے خواہ نزع کے وقت ہو یا وفات کے بعد، دونوں حالتوں کو شامل ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں اور امام طبرانی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے ایک شخص فوت ہوجائے تو اسے روک نہیں، اسے جلد اس کی قبر تک لے جاؤ، (تدفین کے بعد) اس کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کے پاس اسی سورہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔

(۴۲) اس حدیث کو امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں بیان کیا۔

کتاب الروح میں ابن قیم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کے پاس قرآن پاک کا پڑھنا سنت ہے، اس پر دلیل دیتے ہوئے انہوں نے بیان کیا کہ سلف صالحین (صحابہ کرام اور تابعین) نے وصیت کی کہ ان کی قبروں کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، ان میں سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وصیت کی کہ ان کی قبر کے پاس سورہ بقرہ پڑھی جائے، اور انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان میں کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر آمدورفت رکھتے تھے، اور اس کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے (کتاب الروح) (۴۳)

علماء کرام نے بیان فرمایا کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ کہ اپنے (نفلی) عمل کا ثواب دوسرے کو دے دے، چاہے نماز ہو یا تلاوت یا ان کے علاوہ، اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام دار قطنی نے روایت کی کہ ایک صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے والدین تھے، میں ان کی زندگی میں ان کی

خدمت کیا کرتا تھا، ان کی وفات کے بعد ان کی خدمت کیسے کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی میں سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے۔ (۴۴)

س۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" (۴۵) اور انسان کے لئے صرف وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے، اور حدیث شریف میں ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ (۴۶) اس آیت اور حدیث کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ ابن قیم کتاب الروح میں کہتے ہیں کہ قرآن پاک نے یہ بیان نہیں کیا کہ ایک انسان دوسرے کے عمل سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا، قرآن کریم نے یہ بیان کیا ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے، رہی دوسرے کی کوشش تو وہ اس کی ملکیت ہے، وہ اگر چاہے تو اسے دوسرے کو دے دے اور اگر چاہے تو اپنے لئے باقی رکھے، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ انسان صرف اپنی کوشش سے ہی نفع حاصل کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہو جاتا ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے عمل کے منقطع ہونے کی خبر دی ہے، رہا دوسرے کا عمل، تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں، بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا، پس منقطع ایک شے (میت کا عمل) ہے اور جس کا ثواب اسے پہنچ رہا ہے وہ دوسری شے (عمل کرنے والے کا عمل) ہے (کتاب الروح ملخصا) (۴۷) اس نکتے کو خوب اچھی طرح

ذہن نشین کر لیجئے!

مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى" کا حکم اس شریعت میں منسوخ ہے اور اس کا ناسخ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آباء کی نیکی کے سبب اولاد کو جنتی بنا دیا۔ (۴۸)

حضرت عکرمہ نے فرمایا: وہ حکم حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کے لئے ہیں، اس امت کے لئے وہ کچھ ہے جس کی انہوں نے خود کوشش کی یا ان کے لئے دوسروں نے کوشش کی (۴۹) کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے بچے کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا، اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا اس کے لئے حج ہے؟ فرمایا: ہاں! اور تمہارے لئے اجر ہے (۵۰) ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو انہیں فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! (۵۱) واللہ تعالیٰ اعلم

فصل

س۔ قبروں کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ اکثر علماء نے اسے صرف مکروہ قرار دیا ہے، بعض علماء نے فرمایا کہ برکت حاصل کرنے کے لئے جائز اور مباح ہے، حرام تو کسی نے بھی نہیں کہا۔

س۔ اس کے جواز کی کیا دلیل ہے؟

ج۔ دلیل یہ ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس بارے میں

ممانعت وارد نہیں ہوئی، اور نہ ہی ممنوع ہونے پر کوئی دلیل ہے، مروی ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی تو رونے لگے اور روضہ اقدس پر اپنے رخسارے ملنے لگے (۵۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دایاں ہاتھ مزار مبارک پر رکھا کرتے تھے، خطیب ابن جملہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے (۵۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے کہ جب ان سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرقد انور کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (۵۴)

س۔ قبروں پر چونا گچ کرنے اور ان پر عمارت بنانے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ قبروں پر چونا گچ کرنا اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مکروہ نہیں ہے، شریعت میں ایسی کوئی دلیل وارد نہیں جو اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہو، رہی وہ حدیث جس میں قبر پر چونا گچ کرنے، اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے کی ممانعت ہے تو جمہور علماء اس امر پر متفق ہیں کہ وہ نہی تحریمی نہیں، بلکہ تنزیہی ہے۔

س۔ بہت سے شہروں میں لوگ قبروں کو گچ کرتے ہیں، کیا یہ محض بیکار ہے؟

ج۔ لوگوں نے یہ کام محض بیکار یا صرف زینت کے لئے نہیں کیا، بلکہ اس کے کچھ اچھے مقاصد ہیں، مثلاً لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ یہ قبریں ہیں تو ان کی زیارت کریں اور انہیں بے ادبی سے محفوظ رکھا جائے، اور اموات کے اجسام کے مٹی ہو جانے سے پہلے ان کی قبروں کو کھود نہ ڈالیں، کہ ایسا کرنا شریعت مبارکہ میں حرام ہے۔ اور ایک فائدہ یہ ہے عزیزوں کی قبروں کے پاس خویش واقارب کو دفن کریں، جیسے کہ سنت ہے، کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے

پاس بڑا پتھر رکھا اور فرمایا: ہم نے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگایا ہے، تاکہ جو ہمارے قریبی رشتہ دار فوت ہوں انہیں ان کے پاس دفن کریں۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام بیہقی نے روایت کیا۔ (۵۵)

قبروں پر عمارت بنانے کے بارے میں علماء نے تفصیل بیان کی ہے، اگر کوئی شخص اپنی مملوکہ زمین یا دوسرے کی اجازت سے اس کی زمین میں تعمیر کرے تو مکروہ ہے، لیکن حرام نہیں ہے، خواہ وہ گنبد بنائے یا دوسری عمارت، اور اگر وقف قبرستان میں ہو یا راستے میں، تو حرام ہے اور حرمت کی وجہ صرف یہ ہے کہ زمین پر قبضہ کر کے دوسروں کو میت کے دفن کرنے کی رکاوٹ ہوگی اور قبرستان تنگ ہوجائے گا، ہاں! اس میں سے اولیاء کرام اور آئمہ مسلمین کی قبریں مستثنیٰ ہیں، ان پر عمارت بنانا جائز ہے اگرچہ وہ راستے میں واقع ہوں، کیونکہ اس میں زیارت قبور کی ترویج ہے جس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے، نیز ان قبروں سے برکت حاصل کی جائے گی اور ان کے پاس قرآن کریم کی تلاوت سے زندہ افراد اور اصحاب قبور نفع حاصل کریں گے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس (تلاوت) پر سلف وخلف اہل اسلام کا عمل رہا ہے اور یہ علماء کے نزدیک حجت ہے۔

س۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا (۵۶) اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ علماء نے بیان کیا کہ حدیث کا مطلب بقصد تعظیم قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ہے، جیسے کہ یہود اور انصاری انبیاء کرام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے، اور ان کی تعظیم کے لئے ان کو قبلہ بنا کر اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، اور یہ قطعاً حرام ہے، پس ممانعت ان کی مشابہت اختیار کرنے اور ان کی طرح قبروں کو سجدہ کرنے اور ان کی طرف

رخ کر کے نماز پڑھنے کی ہے، اور ایسا فعل کسی مسلمان سے سرزد نہیں ہو سکتا اور اسلام میں پایا بھی نہیں جائے گا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں، ہاں! ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہے گا۔ اس حدیث کو امام مسلم، ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا۔ (۵۷)

س۔ دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ بالغ میت کو دفن کے بعد تلقین کرنا بہت سے علماء کے نزدیک مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ" آپ یاد دلائیے، کیونکہ یاد دلانا مومنوں کو فائدہ دیتا ہے، شافعیہ، اکثر حنبلیوں، محققین احناف اور مالکیہ نے تلقین کو مستحب قرار دیا ہے، یہی وہ حالت ہے جب بندہ یاد دہانی کا بہت ہی محتاج ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے تلقین کا حکم دیا، امام احمد نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام شافعی اور امام احمد اصحاب میں سے ایک جماعت نے اسے مستحب قرار دیا۔ ابن تیمیہ نے یہ بھی کہا کہ یہ امر ثابت ہے کہ قبر والے سے سوال کیا جاتا ہے اور اس کے لئے دعا کا حکم دیا گیا ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ تلقین اسے فائدہ دیتی ہے، کیونکہ قبر والا آواز کو سنتا ہے، جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والا رخصت کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے اور یہ بھی فرمایا: تم ہماری گفتگو کو (جنگ بدر کے) مقتولین سے زیادہ سننے والے ہو (فتاویٰ ابن تیمیہ ملخصاً) (۵۸)

س۔ کیا تلقین کا طریقہ حدیث میں آیا ہے؟

ج۔ ہاں! امام طبرانی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا

ہے کہ جب تمہارا کوئی بھائی فوت ہو جائے اور تم اس کی قبر پر مٹی برابر کر دو تو چاہئے کہ تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور (میت اور اس کی والدہ کا نام لے کر) کہے اے فلاں ابن فلانہ! بے شک قبر والا اس کی بات سنتا ہے، پھر کہے، اے فلاں ابن فلانہ! قبر والا سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے، پھر کہے، اے فلاں ابن فلانہ! قبر والا کہتا ہے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے ہمیں ہدایت دو (یعنی کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟) لیکن تم محسوس نہیں کرتے، تو تلقین کرنے والا کہے اس بات کو یاد کرو جس پر تم دنیا سے رخصت ہوئے، یعنی اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد مکرم اور رسول ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہو۔ منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں، چلو اس شخص کے پاس بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جسے حجت سکھائی جا رہی ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: اس کی نسبت اس کی ماں حضرت حواء کی طرف کرتے ہوئے کہے، اے فلاں ابن حواء۔ (۵۹)

فصل

س۔ اولیاء کرام کے دروازوں پر ذبح کا کیا حکم ہے؟

ج۔ علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں تفصیل بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی انسان ولی کا نام لے کر ذبح کرے یا اس ذبح کے ذریعے ولی کا قرب حاصل کرنے کی نیت کرے، تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرتا ہے، وہ ذبیحہ مردار ہے اور ایسا کرنے والا کافر تو نہیں، تاہم گنہگار

ضرور ہے، ہاں! اگر ذبیحہ کے ذریعے ولی کی تعظیم اور عبادت کا ارادہ کرے یا مقصد عبادت سجدہ کرے تو وہ کافر ہے۔ لیکن اگر یہ ارادہ ہو کہ ذبح تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اور گوشت فقراء اور مسکینوں کو دے کر اس صدقے کا ثواب اس ولی کی روح کو پہنچایا جائے، تو یہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ ائمہ کے نزدیک بالاتفاق مستحب ہے، کیونکہ یہ میت کی طرف سے صدقہ اور اس پر احسان ہے، جس پر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ترغیب اور تحریک دی ہے۔

س۔ اولیاء کرام کے حضور نذرانوں کے پیش کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ علماء کرام اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ہمیں فائدہ عطا فرمائے، فرماتے ہیں کہ اولیاء اور علماء کرام کی درگاہوں پر نذرانے پیش کرنا جائز ہے، بشرطیکہ نذر ماننے والے کا یہ ارادہ ہو کہ یہ رقم اصحاب مزارات کی اولاد یا قیام کرنے والے فقراء پر صرف کی جائے یا ان بزرگوں کی قبروں کی تعمیر اور مرمت پر خرچ کی جائے، کیونکہ تعمیر مزارات میں زیارت مشروعہ احیاء ہے، اسی طرح اگر نذر ماننے والے نے مطلق نذر مانی اور مذکورہ صورتوں میں سے کسی کا ارادہ نہیں کیا، تو یہ رقم مذکورہ مصارف میں صرف کی جائے گی، ہاں! اگر کسی شخص نے نذر کے ذریعے قبر کی تعظیم اور صاحب قبر کا قرب حاصل کرنے کی نیت کی یا خود صاحب قبر کے لئے نذر (شرعی) کا ارادہ کر لے، تو یہ نذر منعقد نہیں ہو گی، کیونکہ یہ حرام ہے، اور ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی مسلمان نذر ماننے والا یہ نیت نہیں کرتا (اور نہ ہی یہ نیت ہونی چاہے)

س۔ اصحاب مزارات کے لئے نذرانوں اور ذبیحوں سے مسلمانوں کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

ج۔ ذبح اور نذر سے مسلمانوں کا ارادہ صرف یہ ہوتا ہے کہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی ولی کے لئے جانور ذبح کرے یا ان کے لئے کسی

چیز کی نذر مانے تو اس کا ارادہ فقط یہ ہوتا ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ دے اور صدقے کا ثواب انہیں پہنچائے، پس یہ زندوں کا اصحاب قبور کے لئے ہدیہ ہے جس کا شرعاً حکم دیا گیا ہے، اہل سنت وجماعت اور علماء امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ زندوں کا صدقہ اصحاب قبور کے لئے فائدہ مند ہے اور انہیں پہنچتا ہے۔

س۔ اس پر کیا دلیل ہے کہ صدقوں کا ثواب اہل قبور کو پہنچتا ہے؟

ج۔ یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اس سلسلے میں دو حدیثیں ملاحظ ہوں۔

(۱) امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم کی خدمت میں عرض کیا، کہ میرا باپ وصیت کئے بغیر فوت ہوگیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! (۶۰)

(۲) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اگر وہ زندہ رہتیں تو صدقہ دیتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ زیادہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی، چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: "هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ" "یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔" (۶۱)

فصل

س۔ مخلوق کی قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ کسی محترم ہستی مثلاً" نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ولی یا ان کے علاوہ کسی ہستی کی قسم کھانے میں علماء کرام کا اختلاف ہے، بعض علماء نے فرمایا: مکروہ ہے اور بعض نے کہا کہ حرام ہے۔

امام احمد بن حنبل سے مشہور روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے اور اس قسم کی مخالفت سے انسان حانث ہو جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا کلمہ طیبہ کے دو رکنوں میں سے ایک رکن ہے، کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کی قسم کھانا کفر ہے، ہاں! اگر قسم کھانے والے کا یہ ارادہ ہے کہ جس کی وہ قسم کھا رہا ہے اس کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی طرح کرتا ہے تو وہ ضرور کافر ہوگا، لیکن کوئی مسلمان ایسا ارادہ نہیں کرتا، حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ " مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ" (۶۲) "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے شرک کیا" تو اس کا یہی مطلب ہے۔ (کہ اللہ تعالیٰ کی طرح غیر کی تعظیم کا ارادہ کرے تو مشرک ہے)

س۔ بعض لوگ قبروں اور اصحاب قبور کی قسمیں کھاتے ہیں، ان کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

ج۔ اس سے ان کا مقصد حقیقی حلف نہیں ہوتا جسے یمین کہا جاتا ہے، یہ تو اس شخصیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کیا جارہا ہے اور اس کی شفاعت طلب کی جارہی ہے جسے زندگی میں اور وفات کے بعد بارگاہ خداوندی میں عزت وکرامت حاصل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے وسائل واسباب کی حیثیت دی ہے جن کی دعا اور شفاعت سے حاجتیں پوری کی جاتی ہیں، جیسے کوئی شخص کہے کہ میں تجھے قسم دیتا ہون، یا میں تجھے فلاں کی قسم دیتا ہوں، یا اس قبر والے کی قسم دیتا ہوں، یا ایسے ہی دوسرے الفاظ جو شرک اور

کفر تو کجا، حرام تک بھی نہیں پہنچاتے، اس نکتے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے اور مسلمانوں کو کافر اور مشرک قرار دے کر ہلاکتوں میں واقع ہونے سے گریز کیجئے! اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو شرک سے بچائے، اور اس سے کم درجے کے گناہ معاف فرمائے۔

کرامت اولیاء

س۔ کیا اولیاء اللہ کی زندگی میں اور وفات کے بعد بھی کرامات ہوتی ہیں؟

ج۔ ہاں! ہم پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ رکھیں کہ اولیاء کرام کی کرامتیں برحق ہیں، اور ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد جائز ہی نہیں، بلکہ واقع بھی ہیں۔ ان کا انکار وہی شخص کرے گا جس کی بصیرت اندھی ہو چکی ہو اور طبیعت میں فساد ہو۔

س۔ کرامات کے واقع ہونے پر کیا دلیل ہے؟

ج۔ کرامات کے واقع ہونے کی دو دلیلیں ہیں، ایک تو وہ ہے جو اللہ تعالی نے قرآن پاک میں بیان فرمایا: مثلاً حضرت مریم رضی اللہ تعالی عنہا کا واقعہ، اللہ تعالی فرماتا ہے، جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس محراب (عبادت گاہ) میں جاتے، تو ان کے پاس رزق پاتے،

انہوں نے کہا: اے مریم! یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ مریم نے کہا: یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے، اللہ تعالی جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (۶۳)

مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سردیوں کا پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کا پھل سردیوں میں موجود ہوتا تھا، اور یہ پھل ان کے پاس خلاف معمول طریقے سے آتا تھا، اور یہی کرامت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالی نے

حضرت مریم رضی اللہ تعالی عنہا کو اعزاز دیا، اللہ تعالی نے ان کو یہ بھی حکم دیا۔ کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو، وہ تم پر ترو تازہ اور پکی کھجوریں گرائے گا۔ (۶۴)

اسی سلسلے کی کڑی اصحاب کہف کا واقعہ ہے، جو اللہ تعالی نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے، وہ لوگ تین سو نو سال کھائے پیئے بغیر (غار میں) سوئے رہے، اللہ تعالی نے بغیر کسی ظاہری ذریعے کے ان کی دائیں اور بائیں جانب تبدیلی کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا، تاکہ ان کے پہلوؤں کو تکلیف نہ پہنچے، نیز انہیں سورج کی تپش سے محفوظ رکھنے کا یہ انتظام فرمایا کہ سورج طلوع ہوتا یا غروب ہوتا تو اس کی دھوپ اس جگہ نہیں پہنچتی تھی، جہاں اصحاب کہف لیٹے ہوئے تھے۔

اللہ تعالی نے قرآن پاک میں حضرت خضر، سکندر ذوالقرنین کا ذکر فرمایا اور حضرت آصف ابن برخیا کا بھی ذکر فرمایا ہے، جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔

س۔ کرامات کے ثابت ہونے کی دوسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد ہمارے زمانے تک کے اولیاء کرام کی کرامات تواتر معنوی کے ساتھ منقول، شہرہ آفاق اور زبان زد عوام و خواص ہیں۔

امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ سیدنا خبیب رضی اللہ تعالی عنہ مکہ مکرمہ میں لوہے کی بیڑیوں میں قید کی حالت میں بے موسم پھل کھایا کرتے تھے، حالانکہ مکہ مکرمہ میں اس وقت وہ پھل دستیاب نہیں ہوتا تھا، یہ رزق تھا جو اللہ تعالی نے انہیں عطا فرمایا (۶۵) اور یہ ان کی کرامت تھی۔

یہ بھی امام بخاری کی روایت ہے کہ جب سیدنا عاصم رضی اللہ تعالی عنہ

شہید کئے گئے تو مشرکین نے ارادہ کیا کہ ان کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ لیں، اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کا ایک جھنڈ ان کی حفاظت کے لئے بھیج دیا، چنانچہ مشرکین ان کے جسم کا کوئی حصہ حاصل نہ کر سکے (۶۶) یہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد واضح کرامت تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ کے ساتھ گفتگو کرتے رہے، جب رخصت ہوئے تو ان میں سے ایک کی لاٹھی (ٹارچ کی طرح روشن ہو گئی، اس کی روشنی میں وہ چلتے رہے، جب ان کے راستے الگ الگ ہوئے تو ہر ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی، اور وہ اس کی روشنی میں روانہ ہو گئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔ (۶۷)

اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامات تو حد شمار سے باہر ہیں، اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہیں، جو چیز کسی نبی کا معجزہ ہو وہ ولی کی کرامت ہو سکتی ہے (سوائے ان معجزات کے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مختص ہیں مثلاً" قرآن کریم (۱۲ قادری) بعض اولیاء کرام آگ میں داخل ہوئے اور آگ نے انہیں کوئی تکلیف نہ دی، بعض نے تھوڑے وقت میں طویل مسافت طے کرلی، بعض ہوا میں پرواز کرتے تھے، بعض کے جنات فرمانبردار تھے۔ وغیرذلک

تنبیہ

علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ خرق عادت افعال اگر کافر یا فاسق کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو وہ جادو ہیں، اور اگر ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو کرامت ہیں، ولی وہ صاحب ایمان ہے جو راہ راست پر قائم ہو۔

فصل

س۔ کیا بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والم کی زیارت ممکن ہے؟

ج۔ بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت صرف ممکن ہی نہیں بلکہ واقع بھی ہے، علماء کرام اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے نفع عطا فرمائے، فرماتے ہیں کہ بہت سے ائمہ صوفیہ کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، پھر بیداری میں بھی زیارت ہوئی، اور انہوں نے آپ سے مسائل اور مقاصد کے بارے میں دریافت کیا۔

س۔ اس کے ممکن ہونے پر کیا دلیل ہے۔؟

ج۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خواب میں ہماری زیارت کی وہ عنقریب بیداری میں ہماری زیارت کرے گا، اور شیطان ہماری صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔ (۶۸) علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ خوشخبری دینا ہے کہ آپ کی امت میں سے جس شخص کو خواب میں آپ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اسے بیداری میں بھی ضرور زیارت ہوگی، اگرچہ وفات سے کچھ دیر پہلے ہی ہو، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس شخص کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت آخرت یا عالم برزخ میں ہوگی، کیونکہ اس وقت تو تمام امتوں کو آپ کی زیارت ہوگی۔

یہ حدیث اس امر کی قوی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (روحانی طور پر) کائنات کو بھرا ہوا ہے، کیونکہ یہ حدیث مشرق و مغرب کے ہر اس شخص کو شامل ہے جسے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (خواب میں) زیارت ہو۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مذکورہ احادیث سے مجموعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم اور روح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں' اور آپ زمین کے اطراف واکناف اور عالم بالا میں جہاں چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور آپ اب بھی اسی حالت میں ہیں جس میں وفات سے پہلے تھے اور یہ کہ آپ فرشتوں کی طرح نگاہوں سے پوشیدہ ہیں' جب اللہ تعالیٰ کسی ولی کو آپ کے دیدار کی کرامت عطا فرمانے کے لئے پردہ اٹھا دیتا ہے تو وہ آپ کو اسی حالت میں دیکھتا ہے۔

فصل

س۔ کیا سیدنا خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟

ج۔ جمہور علماء اکابر کا حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی پر اجماع ہے' اور عوام وخواص میں یہ مسئلہ مشہور ہے' ابن عطاء اللہ' "لطائف المنن" میں فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات اور ان سے استفادہ ہر زمانے کے اولیاء کرام سے بتواتر ثابت ہے' یہ بات اس قدر مشہور ہے کہ حد تواتر کو پہنچ چکی ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (۷۰)

ابن قیم نے اپنی کتاب "مثیر الغرام الساکن" میں ان کی زندگی کے بارے میں چار صحیح حدیثیں پیش کی ہیں۔ (۷۱)

امام بیہقی دلائل النبوہ میں روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو صحابہ کرام نے گھر کے ایک کونے سے آواز سنی۔ اے گھر والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی' رحمت اور برکتیں ہوں' ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے' تمہیں قیامت کے دن تمہارے اعمال کے اجر دیئے جائیں گے' بے شک اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت سے صبر ہے' ہر

جانے والے کا خلیفہ ہے اور ہر فوت ہونے والے کا بدل ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید وابستہ کرو' مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ (۷۲)

قرآن پاک اور اسماء آلہیہ سے شفا حاصل کرنا

یقین کیجئے! کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سے زیادہ فائدہ مند کوئی شفاء آسمان سے نازل نہیں کی' قرآن کریم بیماری کے لئے شفا اور دلوں کے زنگ کو دور کرنے والا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وننزل من القران ماهو شفاء ورحمة للمومنين (۷۳)

اور ہم قرآن سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت' اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے قرآن پاک سے شفاء نہ ملے اسے اللہ تعالیٰ شفا نہ دے۔ (۷۴)

س۔ بیماریوں کے لئے دم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ تین شرطیں پائی جائیں تو علماء کرام کا اتفاق ہے کہ دم کرنا جائز ہے (۱) اللہ تعالیٰ کے کلام یا اس کے اسماء وصفات سے ہو (۲) عربی زبان میں ہو اور اگر عربی نہیں تو ایسی زبان میں ہو جس کا مطلب سمجھ آتا ہو (۳) یہ عقیدہ ہو کہ دم خود بخود موثر نہیں ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے فائدہ بخش ہے۔

س۔ اس پر کیا دلیل ہے؟ کہ جس دم کا ذکر کیا گیا ہے وہ جائز ہے

ج۔ اس کے جائز ہونے پر دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے' ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ کا اس

بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: اپنے دم ہمارے سامنے پیش کرو، اگر دم میں شرک نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۷۵)

س۔ وہ کونسا دم ہے جس سے منع کیا گیا ہے؟

ج۔ اس دم سے منع کیا گیا ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور اس کا مطلب معلوم نہ ہو، ہو سکتا ہے اس میں جادو یا کفر کی کوئی بات داخل ہو، لیکن اگر اس کا معنی سمجھ میں آتا ہو، اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا ذکر ہو تو وہ دم جائز ہے، بلکہ مستحب اور بابرکت ہے۔

س۔ تعویذ کے لکھنے اور گلے میں ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ ایسے تعویذات کا لکھنا جائز ہے جن میں نامعلوم معانی والے اسماء نہ ہوں، اسی طرح ان کا انسانوں یا چارپایوں کے گلے میں ڈالنا بھی جائز ہے، یہی مذہب صحیح ہے، امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلوۃ والسلام) کے محققین علماء اسی کے قائل ہیں۔

ابن قیم نے زاد المعاد میں ابن حبان کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جعفر ابن محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے گلے میں تعویذ ڈالنے کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: اگر قرآن پاک کی کوئی آیت ہے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے، تو اسے گلے میں ڈالو اور اس سے شفا حاصل کرو۔ (۷۶)

ابن قیم نے یہ بھی بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے مصیبت کے نازل ہونے کے بعد گلے میں تعویذ ڈالنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۷۷) امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں نے خوف زدہ اور بخار کے مریض کے لئے بیماری کے نازل ہونے کے بعد اپنے والد ماجد کو تعویذ لکھتے

ہوئے دیکھا، ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے منقول ہے کہ وہ قرآن پاک کے کلمات اور ذکر الٰہی لکھتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ وہ کلمات (پانی سے دھوکر) بیمار کو پلائے جائیں۔ (۷۸) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی برکت ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جائز ہونے کی تصریح کی ہے۔

س۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے تعویذ گلے میں ڈالا اس نے شرک کیا (۷۹) اس حدیث میں کس تعویذ سے منع کیا گیا ہے۔؟

ج۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تعویز سے مراد وہ منکا یا ہار ہے جو دور جاہلیت میں انسان کے گلے میں ڈالا جاتا تھا، اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ یہ آفتوں کو دفع کر دیتا ہے۔ اور یہ شرک اس لئے تھا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غیر سے نقصانات کے دفع کرنے اور فوائد کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتے تھے، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ اور کلام سے برکت حاصل کرنا شرک نہیں ہو سکتا۔

فصل

س۔ میلاد شریف منانے اور اس کے لئے اجتماع کا کیا حکم ہے۔؟

ج۔ میلاد شریف کیا ہے؟ ان احادیث و آثار کا بیان کرنا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، نیز ان آیات اور معجزات کا بیان کرنا ہے جو اس موقع پر ظاہر ہوئے، اور یہ ان اچھے کاموں (بدعات حسنہ) میں سے ہے جن کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے، کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کی تعظیم ہے اور آپ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے خوشی اور مسرت کا اظہار ہے۔

س۔ بدعت حسنہ کیا ہے؟

ج- بدعت حسنہ وہ اچھا اور عمدہ کام ہے جو کتاب و سنت کے موافق ہو ا[illegible] ہدایت کے امام اس کے قائل ہوں۔ جیسے قرآن پاک کو مصحف میں جمع کر[illegible] نماز تراویح کا (باقاعدہ باجماعت) ادا کرنا' مسافر خانے اور مدارس قائم کرنا اور [illegible] وہ نیک کام جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج نہ تھ[illegible] حدیث شریف میں ہے کہ جس نے اسلام میں اچھا کام رائج کیا اس کے لے[illegible] اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد عمل کرنے والوں کا ثواب ہے' جب کہ بع[illegible] والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ (۸۰)

س- بدعت قبیحہ (سیئہ) کیا ہے؟

ج- بدعت مذمومہ وہ کام ہے جو کتاب و سنت کی نصوص یا اجماع امت کے مخالف ہو' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان اسی پر محمول ہے کہ کل محدثہ بدعہ وکل بدعہ ضلالہ (ہر نوپیدا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) اس سے مراد مذموم بدعتیں اور وہ نوپیدا کام ہیں جو باطل ہوں۔

س- کیا میلاد شریف کی اصل سنت نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے ثابت ہے؟

ج- ہاں! امام الحفاظ امام احمد بن حجر عسقلانی نے سنت سے اس کی اصل ثابت کی ہے' اور یہ وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری اور مسلم میں موجود ہے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا' آپ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا' یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی' ہم اس دن اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے نعمت عطا فرمانے یا مصیبت دور کرنے پر معین دن میں اس کا شکر ادا کرنے کا ثبوت ملتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا شکر مختلف عبادتوں مثلاً نوافل' روزے اور صدقے کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ نبی رحمت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالم رنگ وبو میں جلوہ افروز ہونے سے بڑی نعمت کونسی ہے؟ علامہ امام ابن حجر کا یہ قول امام سیوطی نے الحاوی للفتاوی میں نقل کیا ہے۔ (۸۱)

اس گفتگو سے معلوم ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا واقعہ سننے کے لئے جمع ہونا قرب الٰہی حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ ہے' کیونکہ اس میں صاحب معجزات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کیا جاتا ہے' نیز تقرب خداوندی کے دیگر ذرائع مثلاً کھانا کھلانا' تحائف پیش کرنا' درودسلام کی کثرت کو اختیار کیا جاتا ہے۔

علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ میلاد شریف منانا اس سال میں امن وامان کا ذریعہ اور مقاصد کے حصول کے لئے فوری بشارت ہے اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے' واللہ تعالیٰ اعلم (۸۲)

فائدہ

حافظ شمس الدین ابن الجزری اپنی کتاب "عرف التعریف بالمولد الشریف" میں فرماتے ہیں کہ ابولہب کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا گیا'

اسے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ آگ میں ہوں، لیکن ہر پ کی رات کو میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے، اور اپنی انگلی کے پور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنی دو انگلیوں کے درمیان سے اتنا پانی چوستا ہوں اور یہ اس لئے ہے کہ جب (میری کنیز) ثویبہ نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی اطلاع دی اور اس نے اس آپ کو دودھ پلایا، تو میں نے اسے آزاد کردیا تھا۔

ابو لہب وہ کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن پاک کی پوری سورت نازل ہوئی اسے آگ میں ہونے کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی کی جزائے خیر عطا کی گئی، تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے مسلمان موحد کا کیا حال ہوگا جو آپ کی ولادت مبارکہ پر خوشی مناتا اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں حسب استطاعت خرچ کرتا ہے، میری زندگی کے مالک کی قسم! اللہ کریم کی طرف سے اس کی جزا یہ ہوگی کہ اپنے فضل سے اسے جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔ (۸۳)

فصل

س۔ ذکر کے لئے جمع ہونے اور ذکر کے لئے منعقد کی جانے والی مجالس کا کیا حکم ہے؟

ج۔ ذکر الٰہی کے لئے جمع ہونا سنت مطلوبہ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا محبوب ذریعہ ہے، بشرطیکہ اجنبی مردوں اور عورتوں کے (بے حجابانہ) اجتماع ایسے حرام کاموں پر مشتمل نہ ہو۔

س۔ بلند آواز سے ذکر کرنے اور اس کی مجالس منعقد کرنے کے مستحب ہونے

پر کیا دلیل ہے؟

ج۔ ذکر کے لئے جمع ہونے اور بلند آواز سے ذکر کرنے کی فضیلت کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث وارد ہیں، چند ایک ملاحظہ ہوں۔

(۱) جو لوگ بیٹھ کر ذکر کرتے ہیں فرشتے ان کا حاطہ کرلیتے ہیں، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ کے حاضرین میں ان کا ذکر فرماتا ہے، اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ (۸۴)

(۲) امام مسلم اور ترمذی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ایک حلقے میں تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے بیٹھنے کا مقصد کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد وثنا کرنے کے لئے بیٹھے ہیں، فرمایا: ہمارے پاس جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حوالے سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔ (۸۵)

(۳) امام احمد اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کوئی جماعت جمع ہو کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے، ایک منادی انہیں آسمان سے ندا کرتا ہے کہ تم اس حال میں اٹھو کہ تمہاری مغفرت کردی گئی ہے اور تمہارے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے گئے ہیں۔ (۸۶)

یہ احادیث واضح طور پر ذکر اور کار خیر کے لئے اجتماع اور مل بیٹھنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حوالے سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔

(۴) بلند آواز سے ذکر کے مستحب ہونے پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے اس گمان کے پاس ہوتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے، اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرے تو میں بھی اپنی ذات کی حد تک اس کا ذکر کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں، ظاہر ہے کہ جماعت میں ذکر بلند آواز سے ہی ہوتا ہے۔

(۵) امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ منافقین کہیں یہ ریاکار ہیں، ایک روایت میں ہے کہ منافقین یہ کہیں کہ یہ پاگل ہیں۔ (۸۸) یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ یہ باتیں ذکر خفی پر نہیں، بلکہ بلند آواز سے ذکر کرنے پر ہی کہی جائیں گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فائدہ

علماء عارفین اللہ تعالیٰ ان کی بدولت ہمیں نفع عطا فرمائے، فرماتے ہیں کہ کچھ احادیث سے ذکر جہر اور کچھ احادیث سے ذکر خفی کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے، ان کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ مختلف احوال اور مختلف اشخاص کا حکم مختلف ہے، ذکر کرنے والے کو دیکھنا چاہئے کہ ان میں سے کونسا ذکر اس کے دل کے لئے زیادہ بہتر ہے، اور کس ذکر میں اسے محویت حاصل ہوتی ہے؟ اسی کو اختیار کرے۔

ارباب معرفت نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس شخص کو ریاکاری کا خوف ہو یا یہ خطرہ ہو کہ بلند آواز سے ذکر کرنے سے کسی نمازی یا دوسرے شخص کو

پریشانی پیدا ہوگی تو اس کے لئے ذکر خفی بہتر ہے اور اگر یہ خطرہ نہ ہو تو ذکر جہر بہتر ہے، کیونکہ اس میں عمل زیادہ ہے (دل کے ساتھ کان اور زبان بھی ذکر میں مشغول ہے) اس کا فائدہ دوسرے تک پہنچتا ہے (وہ ذکر کو سنے گا اور اسے بھی شوق پیدا ہوگا) نیز ذکر جہر سے دل زیادہ متاثر ہوتا ہے اور انہماک بھی زیادہ حاصل ہوتا ہے، ہر آدمی کے لئے نیت کے مطابق اجر ہے، اور دلوں کے رازوں سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

فصل

اہل بیت کرام کی محبت کی ترغیب اور ان کی دشمنی پر وارننگ

یہ امر آپ کے ذہن میں رہے کہ خواص وعوام میں مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اور اولاد کی محبت تمام مسلمانوں پر فرض ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں ان کی محبت اور مودت کی ترغیب اور اس کا حکم دیا گیا ہے، اکابر صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ سلف صالحین اسی پر عمل پیرا رہے ہیں۔

اہل بیت کرام کی محبت کے واجب ہونے پر دلالت کرنے والی وہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ "قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى (۸۹) "آپ فرما دیجئے کہ اس (تبلیغ دین) پر میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا سوائے قرابت کی محبت کے۔"

امام احمد، طبرانی اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کے قریبی رشتہ دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے، فرمایا: علی مرتضیٰ، فاطمہ اور ان کے دو بیٹے رضی

اللہ تعالیٰ عنہم۔ (۹۰)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "اِلَّا الْمَوَدَّةَ الْقُرْبٰى" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کے قریبی رشتہ داروں کی محبت" (۹۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا" (۴۲/۲۳) "اور جو شخص نیکی کرے ہم اس کے لئے اس کی نیکی میں حسن کا اضافہ کریں گے" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "حسنہ" سے مراد آل محمد کی محبت ہے (۹۲) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم)

چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام ابن ماجہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جب ان کے پاس ہمارے اہل بیت کا کوئی فرد بیٹھتا ہے' تو وہ اپنی گفتگو ختم کر دیتے ہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے! کسی شخص کے دل میں اسی وقت ایمان داخل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے لئے اور ہماری رشتہ داری کی بناپر ان سے محبت رکھے۔ (۹۳) اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی بندہ اسی وقت ہم پر ایمان لا سکتا ہے جب ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے ساتھ اسی وقت محبت کرے گا جب ہمارے اہل بیت سے محبت کرے گا۔

(۲) امام ترمذی اور حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو' کیونکہ وہ تمہیں بطور غذا نعمتیں عطا فرماتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی

بناپر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی بناپر اہل بیت سے محبت رکھو۔ (۹۴)

(۳) امام دیلمی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو (۱) اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی وآلہ وسلم کی محبت (۲) نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اہل بیت کی محبت (۳) قرآن پاک کی تلاوت۔ (۹۵)

(۴) امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا "اُخْلُفُوْنِیْ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ" "ہمارے اہل بیت کے بارے میں ہمارے اچھے خلیفہ بننا۔" (۹۶)

(۵) امام طبرانی اور ابو الشیخ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے تین حرمتیں (عزتیں) ہیں' جس نے ان کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کے دین اور دنیا کی حفاظت فرمائے گا' صحابہ کرام نے عرض کیا' وہ کیا ہیں؟ فرمایا: (۱) اسلام کی حرمت (۲) ہماری حرمت اور (۳) ہمارے رشتہ داروں کی حرمت۔ (۹۷)

(۶) امام بیہقی اور دیلمی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اسی وقت مومن ہو گا جب ہم اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب ہو جائیں' ہماری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہو جائے اور ہمارے اہل اسے اپنے اہل سے زیادہ محبوب ہو جائیں۔ (۹۸)

(۷) امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! اہل بیت کے بارے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لحاظ اور پاس کرو' لہٰذا انہیں اذیت نہ دو (۹۹) وہ فرمایا کرتے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے'

میرے نزدیک اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کی پاسداری زیادہ محبوب ہے۔ (۱۰۰)

(۸) امام قاضی عیاض شفاء شریف میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آل محمد کی پہچان آگ سے نجات ہے، آل محمد کی محبت پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ ہے، اور آل محمد کی دوستی عذاب سے امان کا پروانہ ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔ (۱۰۱)

اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی دشمن اور انہیں ایذاء پہنچانے کی شدید ممانعت

اہل بیت کرام کے بغض اور عداوت کے بارے میں بہت وعیدیں وارد ہیں، اپنے دین کی فکر رکھنے والے مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اہل بیت میں سے کسی بھی فرد کی دشمنی سے بچنا چاہئے، اَلْحَذَرُ ثُمَّ الْحَذَرُ، کیونکہ یہ دشمنی اس کے دین میں اور آخرت میں بھی نقصان دہ ثابت ہوگی، اور اس کی بناپر وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا اور بے ادب شمار کیا جائے گا۔

علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے ایسی احادیث مبارکہ بیان کی ہیں جن میں آیا ہے کہ جس نے اہل بیت کو اذیت دی، اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اذیت دی، اور جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اذیت دی، وہ لعنت وعذاب کا مستحق ہوا، اور اس وعید کے خطرے میں داخل ہوا جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا (۱۰۲) اور اس

فرمان میں ہے "تمہیں جائز نہیں تھا اگر تم اللہ کے رسول کو اذیت دیتے۔" (۱۰۳)

امام طبرانی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسر منبر فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو ہمیں ہمارے نسب اور رشتہ داروں کے بارے میں ایذاء پہنچاتے ہیں۔ سنو! جس نے ہمارے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے ہمیں اذیت دی۔ (۱۰۳)

امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اہل بیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جو ان سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے اور جو ان سے صلح کرے اس سے میری صلح ہے۔ (۱۰۵)

ملا (عمر بن محمد) نے اپنی سیرت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا کہ مومن متقی ہی ہم اہل بیت سے محبت کرے گا، اور بدبخت منافق ہی ہم سے عداوت رکھے گا۔ (۱۰۶)

امام طبرانی اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص حجراسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مقیم ہو، پابند صوم وصلوٰۃ ہو اور اس حالت میں فوت ہو کہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت سے بغض رکھتا ہو وہ آگ میں داخل ہوگا (۱۰۷) اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر شدید غضب ہے جس نے ہمیں ہمارے اہل بیت کے سلسلے میں اذیت دی۔ اس حدیث کو دیلمی نے روایت کیا۔ (۱۰۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبی تعلق ارباب دانش وبصیرت کے نزدیک اعلی ترین فضائل اور عظیم ترین قابل فخر امور میں سے ہے' اور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اصول اور فروع (آباؤ اجداد اور اولاد) افضل ترین اصول وفروع ہیں' کیونکہ ان کا حسب ونسب حضور سیدعالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہے' علماء کرام رحمھم اللہ تعالی کا اتفاق ہے کہ سادات کرام آباء واجداد کی بناپر اصل کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں' اس کے باوجود وہ احکام اور حدود شرعیہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں (یعنی امتی ہونے میں سب یکساں ہیں)
بہت سی آیات اور احادیث میں اہل بیت کے فضائل اور جد امجد رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف نسبت کے صحیح ہونے کی تصریح ہے' ان میں سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" (۱۰۹) اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کردے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب اچھی طرح پاک صاف کردے' علماء کرام فرماتے ہیں کہ اہل بیت دونوں قسموں یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کاشانہ مبارک میں رہنے والوں اور آپ سے نسبی تعلق رکھنے والوں کو شامل ہے' پس نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں اور آپ کے رشتہ دار اہل بیت نسب ہیں۔

اہل بیت کے فضائل میں بہت سی احادیث آئی ہیں' مثلاً" امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم' حضرت علی حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنھم کے بارے میں نازل

ہوئی (۱۱۰) اور یہ بھی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے ان حضرات کو اپنی چادر مبارک میں چھپا کر دعا مانگی' اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور خواص ہیں' ان سے ناپاکی دور فرما (۱۱۱) اور انہیں اچھی طرح پاک فرما' ایک روایت میں ہے کہ ان پر چادر مبارک ڈالی اور ان پر دست اقدس رکھ کر دعا مانگی' اے اللہ تعالی! یہ آل محمد ہیں' اپنی رحمتیں اور برکتیں آل محمد پر نازل فرما' بے شک تو حمد کیا ہوا اور عظمت والا ہے۔ (۱۱۲)

اہل بیت کی فضیلت پر دلالت کرنے والی آیات میں ایک آیت کا ترجمہ یہ ہے: جو شخص اسلام کے بارے میں آپ سے جھگڑتا ہے' بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آچکا ہے' تو آپ فرمادیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں' اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں' اپنے آپ کو اور تمہیں بلائیں' پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ تعالی کی لعنت بھیجیں۔ (۱۱۳)

مفسرین فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی' حضرت فاطمہ زہرا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنھم کو بلایا۔ حضرت حسین کو گود میں اٹھایا' حضرت حسن کا ہاتھ پکڑا' حضرت فاطمہ آپ کے پیچھے چلیں' اور حضرت علی دونوں کے پیچھے چلے' نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے عرض کیا: میرے اللہ ! یہ میرے اہل ہیں (۱۱۴) اس آیت سے صراحۃ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنھا کی اولاد اور ان کی اولاد کو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اولاد کہا جاتا ہے اور ان کی نسبت آپ کی طرف نہ صرف یہ کہ صحیح ہے' بلکہ دنیا اور آخرت میں نفع دینے والی بھی ہے۔

مروی ہے کہ ہارون رشید نے حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ آپ کیسے کہتے ہیں؟ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی

اولاد ہیں، حالانکہ آپ حضرات تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، اور مرد کی نسبت باپ کے باپ کی طرف کی جاتی ہیں، نہ کہ ماں کے باپ کی طرف، تو حضرت موسیٰ کاظم نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ شریف پڑھنے کے بعد آیت مبارکہ پڑھی، جس کا ترجمہ یہ ہے: اور نوح کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون ہیں، اور ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتے ہیں، اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس (علیہم الصلوہ والسلام) ہیں (۶/۸۶-۸۵) حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوہ والسلام کا کوئی باپ نہیں ہے، ان کو انبیاء کرام کی اولاد والدہ کی طرف سے قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ہمیں ہماری ماں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں شامل قرار دیا گیا ہے۔

امیرالمومنین! اس کے علاوہ ایک اور بات ہے اور وہ یہ کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہ زہراء اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ کسی کو نہیں بلایا، یہ روایت مجمع الاحباب میں بیان کی گئی ہے۔ (۱۱۵)

اہل بیت کرام کے امتیازی فضائل و اوصاف کے بارے میں بھی بہت سی حدیثیں وارد ہیں، امام ابو یعلی حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں (۱۱۶) اور ہمارے اہل بیت ہماری امت کے لئے اختلاف سے امان ہیں (یعنی وہ زمین کے ستارے ہیں)۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں ہے کہ جب ہمارے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو زمین والوں کے سامنے وہ

آیات آئیں گی جن سے انہیں ڈرایا جاتا تھا۔ (۱۱۷)

حاکم نیشاپوری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کرے گا، اور میرے بارے میں یہ اقرار کرے گا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچا دیا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا۔ (۱۱۸)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہارے درمیان وہ شے چھوڑ کر جا رہے ہیں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہمارے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے اور ہماری اولاد اور اہل بیت، یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں ہمارے پاس حوض کوثر پر آئیں گے، تم دیکھو کہ ان دونوں کے ساتھ ہمارے بعد کیسا معاملہ کرتے ہو؟ (۱۱۹)

حدیث صحیح میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان ہمارے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے، جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو سوار نہیں ہوا غرق ہو گیا (۱۲۰) اور ایک روایت میں ہے: ہلاک ہو گیا، اور تمہارے درمیان ہمارے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی ہے (وہ دروازہ جس میں سے بنی اسرائیل کو سجدہ کرتے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا) جو اس میں داخل ہوا بخشا گیا۔ (۱۲۱)

امام دیلمی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: کہ دعا روک دی جاتی ہے یہاں تک کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر درود بھیجا جائے (۱۲۲)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یااھل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القران انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم۔
من لم یصل علیکم لا صلاۃ لہ

(۱۲۳)

○ اے رسول اللہ کے اہل بیت! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے' اس نے قرآن پاک میں یہ حکم نازل فرمایا ہے۔

○ عظمت مقام سے تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ بھیجے' اس کی نماز نہیں ہے (یعنی ناقص ہے)

بعض علماء محققین اللہ تعالیٰ ان کی بدولت ہمیں نفع عطا فرمائے' فرماتے ہیں کہ جو شخص گہری نظر سے گرد و پیش کا مشاہدہ کرے' اسے محسوس ہو گا کہ اہل بیت کرام کی اکثریت احکام اسلام پر عمل پیرا' حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت کی تبلیغ کرنے والی' اپنے رب سے ڈرنے والی' اپنے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پیروکار اور قدم بقدم چلنے والی ہے' اور جو شخص اپنے باپ کی مشابہت اختیار کرتا ہے اس نے کیا ظلم کیا؟ اہل بیت کے علماء ملت اسلامیہ کے قائدین ہیں اور وہ آفتاب ہیں جن کی بدولت اندھیرے چھٹ جاتے ہیں' پس وہ اس امت کی برکت ہیں' اور اس سے کائنات کے ہر اندھیرے کو دور کرنے والے ہیں' لہٰذا ضروری ہے کہ ہر زمانے میں ان کی ایک جماعت پائی جائے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں

سے بلا دور فرمائے' کیونکہ وہ زمین والوں کے لئے امان ہیں' جیسے ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں۔

کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں فرمایا؟ کہ تم ان سے علم سیکھو' انہیں سکھاؤ نہیں' اور جب ان کی مخالفت کرو گے تو تم ابلیس کا گروہ ہو گے۔ (۱۲۴) (یہ وعید اس صورت میں ہے جب بحیثیت اہل بیت ہونے کے ان کی مخالفت کی جائے' دلائل کی بنا پر کسی مسئلے میں اختلاف پر یہ وعید نہیں ہے' ۱۲ قادری) کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے یہ مروی نہیں ہے؟ کہ ان کا دامن پکڑنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوگا' وہ تمہیں گمراہی کے دروازے میں ہرگز داخل نہیں کریں گے اور تمہیں ہدایت کے دروازے سے کبھی نہ نکالیں گے۔ کیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے بیان نہیں فرمایا؟ کہ وہ اس امت کی امان ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے ان میں حکمت رکھی ہے' جو ان سے دشمنی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے خارج ہے اور جو ان سے بغض رکھے' وہ نص کی بنا پر منافق ہے' اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ قرآن پاک سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے پر سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔

س۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے نبو عبدالمطلب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ (۱۲۵) اس حدیث اور ایسی ہی دوسری حدیثوں کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ علماء کرام اللہ تعالیٰ ان کی بدولت ہمیں نفع عطا فرمائے' فرماتے ہیں' اس

حدیث اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی فضیلت میں وارد احادیث میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفع نقصان کے (ازخود) مالک نہیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے مالک بنانے سے آپ اپنے خویش و اقرباء، بلکہ تمام امت کو خصوصی اور عمومی شفاعت سے نفع دیں گے، پس آپ اسی چیز کے مالک ہیں جس کا اللہ تعالیٰ آپ کو مالک بنائے۔

اسی طرح ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا" "میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کرسکتا" یعنی اپنے طور پر بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاعت کی اجازت دے کر، یا میرے طفیل امت کی مغفرت فرما کر، مجھے اعزاز عطا فرمائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مذکور میں حق قرابت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: غَیْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا (۱۲۶) مگر تمہارے لئے قرابت ہے جسے ہم اس کی تری سے تر کریں گے، مسلم شریف۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم صلہ رحمی کریں گے، ڈرسنانے کے مقام کا تقاضا یہ تھا کہ فرمائیں، ہم تمہیں اللہ تعالیٰ سے کچھ بے نیاز نہیں کرسکیں گے" اس کے ساتھ ہی حق قرابت کی طرف بھی اشارہ فرمادیا۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اہل بیت کی نسبت ان کے لئے دنیا اور آخرت میں فائدہ دینے والی ہے۔ مثلاً وہ حدیث جسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ ہماری لخت جگر ہیں، جو چیز انہیں ناراض کرتی ہے وہ ہمیں ناراض کرتی ہے، اور جو انہیں خوش کرتی ہے وہ

ہمیں خوش کرتی ہے، قیامت کے دن ہمارے نسب، سبب اور سسرالی رشتہ داری کے علاوہ تمام نسب منقطع ہو جائیں گے۔ (۱۲۷)

امام حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا کہ ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میرے لئے تبلیغ کا اقرار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا۔ (۱۲۸)

امام علامہ خاتم المحققین احمد بن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں یہ سوال منقول ہے کہ کیا بے علم سید افضل ہے یا (غیر سید) عالم؟ اور جب یہ دونوں جمع ہوں اور قہوہ وغیرہ پیش کرنا ہو تو تعظیم کا زیادہ حق دار کون ہے؟ پہلے کس کو پیش کیا جائے؟ یا کوئی شخص ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہے تو ابتدا کس سے کرے؟

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ دونوں عظیم فضیلت کے حامل ہیں، سید اس لئے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں اور اس کے برابر کوئی فضیلت نہیں ہے، اسی لئے بعض علماء نے فرمایا: کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کے حصے کے برابر کسی کو نہیں مانتا۔ رہا عالم باعمل تو اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کا فائدہ اور گمراہوں کی راہنمائی ہے، علماء کرام رسولان گرامی کے خلفاء اور ان کے علوم ومعارف کے وارث ہیں، لہٰذا صاحب توفیق پر لازم ہے کہ تمام سادات کرام اور باعمل علماء کے حق کو تسلیم کرے اور ان کی تعظیم وتوقیر بجالائے، اور جب دونوں اکٹھے ہوں تو ابتداء سید سے کرے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر ہیں۔ سید سے مراد وہ ہے کہ جس

کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و علیہما و علی اھل بیتہما السلام سے وابستہ۔ (۱۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم

نبی ﷺ کی طرف نسبت کا فائدہ

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت دنیا اور آخرت میں فائدہ مند ہے، حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہمارے نسب اور سسرالی رشتے کے علاوہ ہر نسب اور سسرالی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (۱۳۰) یہ اور دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کا عظیم فائدہ ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ وہ احادیث ان حدیثوں کے مخالف نہیں ہیں جن میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو اللہ تعالیٰ کے خوف، تقویٰ اور اطاعت پر ابھارا اور فرمایا کہ ہم انہیں اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکتے، کیونکہ آپ (از خود) کسی کو نفع نقصان نہیں دے سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ کے مالک بنانے سے آپ خویش و اقارب کو نفع دیں گے، سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ہم تمہیں کچھ بے نیاز نہیں کر سکتے، اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت اور مغفرت کا اعزاز بخشے بغیر ہم محض اپنی طرف سے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے، ڈر سنانے کے مقام کی رعایت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔

امام بزار طبرانی اور دیگر محدثین ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں، اس میں ہے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو گمان کرتے ہیں کہ ہماری قرابت نفع نہیں دے گی، قیامت کے دن ہر نسب اور تعلق منقطع ہو جائے گا سوائے

ہمارے نسب اور تعلق کے، ہمارا رحم دنیا اور آخرت میں متصل ہے (۱۳۱) (منقطع نہیں ہوگا)

امام احمد بن حنبل، حاکم اور بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو برسر منبر فرماتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رحم (نسبی رشتہ) قیامت کے دن آپ کی قوم کو نفع نہیں دے گا۔ ہاں! اللہ کی قسم! ہمارا رحم (نسبی رشتہ) دنیا اور آخرت میں متصل ہے، اور اے لوگو! ہم حوض کوثر پر تمہارے پیش رو ہیں۔ (۱۳۲)

الحمدللہ تعالیٰ آج "مسائل کثر حولها النقاش والجدل" کا ترجمہ مکمل ہوا۔
بفرمایش حضرت شیخ سید یوسف سید ہاشم الرفاعی مدظلہ العالی

۲۷ر شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ　　　　شرف قادری
۸ر جنوری ۱۹۹۷ء



ضمیمہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام رسولوں کا سردار اور تمام انبیاء کا خاتم منتخب فرمایا' اور دین اسلام کو کامل ترین دین اور آخری شریعت قرار دیا' اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان اور آپ کے دین کو تمام ادیان کے درمیان منتخب فرمایا' اسی طرح اس دین حنیف کے حاملین کو تمام لوگوں کے درمیان منتخب فرمایا' وہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام' یہ وہ اصحاب ایمان تھے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور انہوں نے آپ کی تصدیق کی جب کہ دوسرے لوگ آپ کی تکذیب کر رہے تھے' صحابہ کرام نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور آپ کی نصرت و حمایت کی جبکہ دشمن آپ کو شہید کرنے کی سازشیں کر رہے تھے' صحابہ کرام نے ہر مشکل گھڑی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تائید کی۔

یہ وہ قدسی صفات نفوس ہیں جنہوں نے آپ کے ساتھ نازل کئے ہوئے نور (قرآن پاک) کی پیروی کی' وہ آپ کے مخلص وزراء' اصحاب محبت

انصار اور سچے مددگار تھے' وہ آپ کی شریعت کا دفاع کرتے رہے' آپ کے دین پر حملوں کا جواب دیتے رہے' اللہ تعالیٰ کے دین عالی کی ترویج کے لئے اپنی جانیں اور اموال قربان کرتے رہے' انہوں نے اسلام کا پیغام پھیلانے کے لئے اپنے وطن چھوڑ دئے' یہ وہ منتخب ترین جماعت ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنا دین زمین پر نافذ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں افضل الانبیاء تمام رسولوں سے مکرم تر رسول نبی عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف عطا فرمایا' وہ امت مسلمہ کے افضل ترین اور اعلیٰ ترین افراد ہیں' ان کا مقام بلند اور مرتبہ نہایت عالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کے اوصاف بیان کئے ہیں اور ان کی تعریف فرمائی ہے۔

اس جگہ ہم چند آیات کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اے نبی (غیب کی خبر دینے والے!) آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور آپ کے پیروکار مومن (کافی ہیں) ۱۳۳

۲۔ لیکن رسول گرامی اور وہ جو ان کے ساتھ ایمان لائے' انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا' ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہیں اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' یہ عظیم کامیابی ہے۔ ۱۳۴

۳۔ اور سبقت والے پہلے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی' اور ان کے لئے باغات تیار کئے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں' یہ عظیم کامیابی ہے۔ ۱۳۵

۴۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر

بہت سخت، آپس میں مہربان ہیں، تو انہیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا، وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہیں، ان کے چہروں میں ان کی نشانی ہے سجدے کے اثر سے، یہ ان کی صفت ہے تورات میں اور ان کی صفت ہے انجیل میں۔ ۱۳۶

۵۔ وہ جنہوں نے اللہ اور رسول کے حکم کی تعمیل کی بعد اس کے کہ انہیں زخم لاحق ہو چکا تھا، ان میں سے نیکو کاروں کے لئے عظیم اجر ہے۔ ۱۳۷

۶۔ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور امداد کی، وہی سچے ایمان والے ہیں، ان کے لئے مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔ ۱۳۸

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں پر صحابہ کرام کی عزت و شرافت کا اظہار کرنے کے لئے ان کی محبت و تعظیم پر ابھارا اور انہیں گالی دینے سے منع فرمایا جیسے کہ احادیث شریف میں واقع ہے۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دو، قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کی مثل سونا خرچ کر دے تو ان کے سیر اور آدھے سیر کو نہیں پہنچ سکے گا۔

۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت کے افضل لوگ میرے زمانے والے ہیں، پھر جو ان کے ساتھ متصل ہیں، پھر جو ان کے ساتھ متصل ہیں۔ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا

تین کا۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، وہ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، وہ نذر مانیں گے اور اسے پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہو گا۔ ۱۴۰

۳۔ حضرت ابوبردہ اپنے والد ماجد (حضرت ابو موسیٰ اشعری) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ کتنا اچھا ہو اگر ہم بیٹھ جائیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں، فرمایا: تم نے اچھا کیا یا فرمایا تم صواب کو پہنچے، حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں پھر آپ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ بکثرت سر اقدس آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور فرمایا۔

ستارے آسمان کے لئے سبب امان ہیں، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان کو وہ کچھ آئے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم اپنے اصحاب کے لئے باعث امان ہیں، جب ہم چلے جائیں گے تو ہمارے اصحاب کو وہ کچھ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، ہمارے اصحاب ہماری امت کے لئے ذریعہ امن ہیں، جب ہمارے اصحاب چلے جائیں گے، تو ہماری امت کو وہ کچھ درپیش ہو گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ۱۴۱

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ وہ امت کو بدعات، دین میں (مخالف شریعت) نوپیدا امور، فتنوں، دلوں کے اختلاف اور ایسے ہی دیگر امور کے ظہور سے بچانے والے ہیں، جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کو اس قسم کے امور سے بچانے والے ہیں

۴۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے بہترین افراد ہیں، پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہوں گے، پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے۔ ۱۴۲

۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اور لوگوں کے گروہ جہاد کریں گے، انہیں کہا جائے گا کہ کیا تم میں وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو؟ مجاہدین کہیں گے، ہاں! تو ان کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا، پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اور کچھ لوگ جہاد کریں گے، تو پوچھا جائے گا کہ تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت پائی ہو؟ مجاہدین کہیں گے، ہاں! تو ان کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اور کچھ لوگ جہاد کریں گے، ان سے پوچھا جائے گا کہ تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کے اصحاب (تابعین) کی صحبت پائی ہو؟ مجاہدین کہیں گے، ہاں! تو دروازہ کھول دیا جائے گا۔ ۱۴۳

حواشی و حوالے

١- اخرجه احمد عن ابي بصرة الغفاري ٦٣٩/٦ والطبراني في الكبير ٢٨٠/٢ (٢١٧١)

٢- اخرجه الترمذي في الجامع ٣٩/٢ كتاب الفتن و ابن ماجه في السنن ٢٨٣/٢ كتاب الفتن و الحاكم في المستدرك ١١٦/١ كتاب العلم، و ٥٠٧/٤ كتاب الفتن، والبغوي في شرح السنة ٢١٠/١ (١٠٥) باب رد البدع والاهواء، و ابن ابي شيبة في المصنف ١٥/٣٥، ١٠٣، ٢٠٨، ٣٠٢ والخطيب البغدادي في موضح الجمع والتفريق ٣٨٥/١ عند ذكر ابراهيم بن محمد الفزاري، وابن ابي عاصم في كتاب السنة ٣٩/١ (٨٤-٨٠) والحكيم الترمذي في نوادر الاصول ١٣٨ (الاصل الثامن والثمانون ان اجماع الامة حجة)، و الديلمي في فردوس الاخبار ٤٩٠/١ (١٦٦٨) وابونعيم في الحلية ٣٧/٣ اللالكائي في شرح اصول اعتقاد اهل السنة ١٠٥/١-١٠٦ (١٥٣-١٥٤) الحث علي اتباع الجماعة و السواد الاعظم، والخطيب البغدادي في الفقيه والمتفقة ١٦١/١ باب الاجماع، والطبراني في الكبير ٢٨٠/٢ (٢١٧١)

٣- اخرجه احمد عن عبدالله ابن مسعود ٣٧٩/١، و ابو نعيم في الحلية ٣٧٥/١ في ترجمة عبدالله ابن مسعود، والطيالسي في مسنده ٢٤٦/٣٣، والحاكم في المستدرك ٧٨/٣، كتاب معرفة الصحابة، باب فضائل ابي بكر- والبزاز في مسنده، كشف الاستار ٨١/١ باب الاجماع، والبيهقي في الاعتقاد ٢٠٨، القول في اصحاب الرسول- وابن الاعرابي في المعجم ١٦٢/٢ (٨٦٠-٦١)، والطبراني في معجم الكبير ١١٣/٩ (٨٥٨٣) والخطيب في الفقيه المتفقه ١٦٦/١ باب الاجماع/ والبغوي في شرح السنة ٢١٤/١ (١٠٥) والامام محمد في الموطا ١٠٤

نعيم في كتاب الامامة ٣٧٦ (٢٠١)

٤- اخرجه البخاري في الصحيح ١/٩٦٣، كتاب الرقاق، باب التواضع، والبغوي في شرح السنة ٥/١٩ (١٢٤٨) وابن ابي الدنيا في كتاب الاولياء ٢٣ (٤٥) و ابو نعيم في الحلية ١/٤-٥، والبيهقي في الذهد الكبير ٢٩٢ (٦٩٣) عن عائشة ٢٩٠ (٦٩٠) عن ابي هريرة و عبد الرحمن السلمي في احاديث السلمية ١٣٦ (٣٦) والبيهقي في الاسماء و الصفات ٢/٢٥٢ باب ما جاء في التردد

٥- اخرجه الترمذي في الجامع ٢/١٩٨، ابواب الدعوات وابن ماجه ١/٩٩، باب صلاة الحاجة والطبراني في الكبير ٩/٣١ (٨٣١١) و في الصغير ١/٢٠١ (٤٩٩)، والحاكم في المستدرك ٣١٣، باب الدعا والبصر ١/٥٢٦ كتاب الدعاء واحمد في مسنده ٤/١٣٨ و ابن السني في عمل اليوم و الليلة ٢٠٩ (٦٣٣) باب ما يقول لمن اصيب بصره والنسائي في عمل اليوم والليلة ١٨-٤١٧ (٦٥٨-٦٦٠) وابن خزيمه في الصحيح ٢/٢٢٦ (١٢١٩) باب صلوة الترغيب والترهيب- والبيهقي في الدلائل ٦/١٦٦ باب ما جاء في تعليمه الضرير و ابن عساكر في تهذيب تاريخ دمشق الكبير ٢/٩٨ في ترجمة احمد بن منصور بن يسار والبخاري في التاريخ الكبير ٦/٢٠٩ و عبد بن حميد في المنتخب ١/٣٤١ (٣٧٩)

٦- اخرجه البخاري في الصحيح ١/١٣٧ ابواب الاستسقاء-

٧- زاد المعاد فصل في هديه صلي الله تعالي عليه و سلم في الذكر ٢/١٧-١٦

٨- اخرجه ابن ماجه في السنن ١/٥٦ باب المشي الي الصلاة و احمد في مسنده ٣/٢١-و البغوي في مسند ابي الجعد ٢٩٩ (٢٠٣١-٣٢) والطبراني في كتاب الدعاء

٤٢١) باب المشي الي الصلاة، وابن ابي شيبه في المصنف ١٠/٢١١ موقوفا (٩٢٥١) وابن السني في عمل اليوم والليلة ٤٠ (٨٥) باب ما يقول اذا خرج الي الصلاة وابن منذر في الاقناع ١/٩١ والبيهقي في الدعوات الكبيرة ٤٨-

٩- اخرجه الطبراني في الكبير ٢٤/٢٧٨ (٨٧١) والمعجم الاوسط ١/١٥٣ (١٩١) و ابو نعيم في الحلية ٣/١٢١ في ترجمةعاصم بن سليمان الاحول-

١٠- اخرجه ابن ابي شيبه في المصنف ١٢/٣٢، كتاب الفضائل باب ما ذكر في فضل عمر بن الخطاب، والبيهقي في الدلائل ٧/٤٧ باب ما جاء في رؤية النبي صلي الله تعالي عليه وسلم في المنام وابن جرير في تاريخ الامم والملوك ٤/٢٢٤ و ابن كثير في البداية والنهاية ٧/٩١-

١١- اخرجه المسلم في الجامع الصحيح ٢/٣٤٥ كتاب الذكر: باب فضل الاجتماع علي تلاوة القرآن والذكر والبغوي في شرح السنة ١/٢٧٣ (١٢٧) واحمد في مسنده ٢/٢٥٣-

١٢- اخرجه ابوداؤد ٢/٣٠٧ كتاب الادب : باب الجلوس بالطرقات-

١٣- اخرجه البخاري ١/١٩٩ كتاب الزكوة: باب من سأل الناس تكثرا-

١٤- اخرجه الطبراني في الكبير ١٠/٢١٧ (١٠٥١٨) وابن السني في عمل اليوم والليلة ١٧٠ (٥٠٩) وابو يعلي الموصلي ٩/١٧٧ (٥٢٦٩) والبزار في مسنده كشف الاستار ٤/٣٤ (٣١٢٨) والبيهقي في شعب الايمان ١/١٨٣ (١٦٧) ابن ابي شيبه في المصنف ١٠/٣٩٠ (٩٧٧٠) كتاب الدعاء-

١٥- خلاصة الكلام في بيان امراء البلد الحرام ٤٥-٣٤٤

١٦- سبيل الاذكار و الاعتبار فيما يمر بالانسان و ينقص الاعمار

١٧- اخرجه احمد في مسنده ٣/١٦٥ والحكيم الترمذي في نوادر الاصول ٢١٣ الوصل السابع والستون والمائة، في عرض الاعمال-

١٨- كشف الاستار عن زوائد البزار ١/٣٩٧(٨٤٥) والديلمي في فردوس الاخبار عن أنس ٢/٢١٩(٢٥٢٣) و ابن عدي في الكامل ٣/٩٤٥ في ترجمة خراش بن عبدالله و ابن سعد في الطبقات الكبري ٢/١٩٤ والقاضي اسماعيل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله تعالي عليه وسلم

١٩- الصحيح للبخاري ١/٥٤٩ كتاب بنيان الكعبة: باب المعراج-

٢٠- اخرجه المسلم في الصحيح ٢/٢٦٨، باب في فضائل موسي عليه السلام و احمد في مسنده ٣/١٤٨،٢٤٨،٥/٥٩،١/٢٨٥،٢٩٠ وابن حبان في الصحيح ١/٢١٥ كتاب الاسراء وابويعلي ٦/٧١،٧/٢٧-١٢٦ (٣٣٢٥، ٤٠٨٤ و عبدالرزاق ٣/٥٧٧ (٦٧٢٧) باب السلام علي النبي صلي الله تعالي عليه و سلم، و ابو نعيم في الحلية ٦/٣٥٣، ٨/٣٣٣، والطبراني في الكبير ١١/٩١ (١١٢٠٧) وابن عدي في الكامل ٥/١٦٩٦ والديلمي في فردوس الاخبار ٤/٢٥٦، والامام الرازي في فوائده ٤/٢٥٨(١٤٤٦) كتاب الفضائل: باب ما جاء في موسي عليه السلام -

٢١- اخرجه البيهقي في حياة الانبياء ٣، وابويعلي في مسنده بسند صحيح ٦/١٤٧(٣٤٢٥) والبزار كذا في كشف الاستار ١/١٠٠(٢٥٦) و ابونعيم في اخبار اصبهان ٢/٣٨ والتمام الرازي في فوائده ٤/٢٤٦(١٤٣٢)باب حياة الانبياء وابن عساكر في

دمشق (تهذيب ٤/٢٣٦ و ابن عدي في الكامل ٢/٧٣٩ في ترجمة حسن بن قتيبة-

٢٢- فيض القدير شرح الجامع الصغير ٣/١٨٤(٣٠٨٩) التيسير شرح الجامع الصغير ١/٤٢٦-

٢٣- القرآن: ٣/١٦٩

٢٤- اخرجه احمد في مسنده ٦/٢٠٢، والحاكم في المستدرك ٤/٧ كتاب معرفة الصحابة وابن سعد في الطبقات الكبري ٢/٢٩٤

٢٥- اخرجه المسلم في الصحيح ٢/٢٥٦، كتاب الفضائل باب قربه صلي الله تعالي عليه وسلم من الناس وابن المنذر في الاوسط ٢/٢٧٥، كتاب الطهارة-

٢٦- اخرجه ابويعلي في مسنده ١٣/١٣٩(٧١٨٣) والبيهقي في الدلائل ٩/٢٤٩ باب ماجاء في قلنسوة خالدبن الوليد، والحاكم في المستدرك ٢/٢٩٩ كتاب معرفة الصحابة والطبراني في الكبير ٤/١٠٤(٣٨٠٤) والقاضي عياض في الشفاء ٢/٤٤ فصل في اعظامه واكباره -- والذهبي في سير اعلام النبلاء ١/٣٨٤ وابونعيم في الدلائل ٢/٤٤٥(٣٦٧)-

٢٧- اخرجه البخاري في الصحيح ١/٣١،كتاب الوضوء ١/٥٤ كتاب الصلوة ١/٧١،١/٥٠٣ كتاب المناقب والمسلم في الصحيح ١/١٩٦،كتاب الصلوة باب سترة المصلي واحمد في مسنده ٢/٣٠٨، وابن حبان في الصحيح ٣/٢٢٧(١٢٦٥) باب ذكر اباحة التبرك بوضوء الصالحين من اهل العلم والحميدي في مسنده ٢/٣٩٣ (٨٩٢) وابويعلي في مسنده ٢/١٨٨ (٨٨٧)

٢٨- مسند احمد ١/٤٤١(٢٣٩٩) طبع جديد-

٢٩- الصحيح للمسلم ٢/١٩٠ كتاب اللباس-

٣٠- اخرجه المسلم في الصحيح ١/٣١٤ كتاب الجنائز، في الذهاب الي زيارة القبور، والبيهقي في السنن الكبري ٤/٧٧ كتاب الجنائز باب زيارة القبور، واحمد في المسند ٢/٢٣٧، ٢٥٠-والبغوي في شرح السنة ٥/٤٦٢(١٥٥٣) زيارة القبور، والنسائي في المجتبي من السنن ٢/٣٢٧(٥٦٥٤)كتاب الاشربة: الاذن في شئي منها، وابويعلي في مسنده ٦/٣٧٦(٧-٣٧٠٥)

٣١- بيهقي في شعب الايمان ٧/١٥(٩٢٨٩)

٣٢- الصحيح للمسلم ١/٣١٣ كتاب الجنائز-

١٦٧-رواه المسلم في كتاب الفتن، فصل في امارات الساعة ٢/٣٩٠

١٦٨-ردالمحتار، باب الآذان ١/٢٦٧

١٦٩-ذكره السخاوي في كتابه المقاصد الحسنة من الديلمي ٣٨٤ (١٠٢١)

١٧٠-القرآن ٣٣/٥٦

١٧١-اخرجه الترمذي في ابواب صفة القيامة ٢/٦٨

١٧٢-اخرجه احمد في مسنده ٢/١٣٦

١٧٣-ردالمحتار، باب الآذان ١/٢٥٨

١٧٤-ذكره احمد في مسنده ٣/٣٦٠، ٣٧٧

١٧٥-ذكره الطيبي في شرح مشكوة المصابيح ١/٢٩١

١٧٦-اخرجه ابن ماجه في سننه، باب ما جاء في ادخال الميت القبر ١١٢

١٧٧-اخرجه البخاري، باب عذاب القبر من الغيبة و البول ١/١٨٤

١٧٨-اخرجه المسلم في صحيحه، باب فضل الآذان و هرب الشيطان عند سماعه ١/١٦٧

١٧٩-اخرجه الطبراني في المعجم الكبير ١/٢٥٧ (٧٤٦)

١٨٠-اخرجه المسلم في صحيحه، باب استحباب الرقية من العين ٢/٢٢٤

١٨١-القرآن الكريم ٢٥/٦٣-٦٥

١٨٢-الشفا للقاضي عياض، فصل في الحجة في ايجاب قتل من سبه او عابه ٢/١٥-٢١١

٣٣- الجامع الصحيح للبخاري ١/١٧١ كتاب الجنائز زيارة القبور، والصحيح للمسلم ١/٣٠٢ كتاب الجنائز: الصبر عند الصدمة الاولي

٣٤- الجامع الصحيح للمسلم ١/٣١٤ كتاب الجنائز-

٣٥-اخرجه احمد ٢/٣٣٧، ٣٥٦، والترمذي في الجنائز باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء وغيرهما

٣٦-اخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكةو المدينة ١/١٥٨ والمسلم في الحج ١/٤٤٧ باب لا تشد الرحال الا الي ثلاثة مساجد و غيرهما-

٣٧- اخرجه الديلمي في فردوس الاخبار ٤/٣١٤(٦٤٦٠) و عبدالحق الاشبيلي في كتاب العاقبة ١١٨(٢٦٧) والسيوطي في شرح الصدور ٢٧٣، زيارة القبور-

٣٨- اخرجه البيهقي في شعب الايمان ٧/١٧(٩٢٩٦)فصل في زيارة القبور و محمد بن احمدبن جميع الصيداري في معجم الشيوخ ٣٥١(٣٣٣)و عبدالحق الاشبيلي في كتاب العاقبة ١١٨(٢٦٦) وابن عساكر في تاريخ دمشق(تهذيب ٣/٢٨٩، ٧/٢٩٢ والخطيب البغدادي في تاريخه ٢/١٣٧ رقم الترجمة(٣١٧٥) والتمام الرازي في فوائده ٢/١٢٢(٥١٥) باب السلام علي اهل القبور وابن عبد البر في الاستذكار ١/٤٩١ والذهبي في سير اعلام النبلا١١٢/٥٩٠، وابن ابي الدنيا في كتاب القبور كذا قال السيوطي في شرح الصدور ٢٧٣ باب في زيارة القبور

٣٩- القرآن ٣٥/٢٢

٤٠ – كتاب الروح لابن القيم ٧٥ – باب تحقيق سماع الموتي

٤١ – سبيل الاذكار لامام عبدالله بن علوي الحداد علي هامش النصائح الدينية، ص ٥٨ ، مطبع مصطفي البابي، مصر

٤٢ – اخرجه احمد في مسنده ٥/٢٧–٢٦، و ابو داؤد في السنن ٢/٨٩ كتاب الجنائز باب القرائة عند الميت، والطيالسي في مسنده ١٣٦ (٩٣١) وابن ابي شيبة في المصنف ٤/٧٤ و ابن ماجه في السنن ١/١٠٤ كتاب الجنائز: باب ماجاء في ما يقال عند المريض، والحاكم في المستدرك ١/٥٦٥، وابونعيم في اخبار اصبهان ١/١٨٨ عن ابي الدرداء، والبيهقي في السنن الكبري ٣/٣٨٣، مايستحب من قراءته عنده

٤٣ – اخرجه الطبراني في الكبير ١٢/٣٤٠ (١٣٦١٣) والبيهقي في شعب الايمان والبيهقي في شعب الايمان ٧/١٦ (٩٢٩٤)

٤٤ – كتاب الروح لابن القيم ١٤–١٣، المسئلة الاولي هل تعرف الاموات زيارة الاحياء

٤٥ – اخرجه الدار قطني كذا في نيل الاوطار ٤/٩٣ كتاب الجنائز. باب وصول ثواب القرب المهداة الي الموتي

٤٦ – القرآن (٥٣/٣٩)

٤٧ – اخرجه المسلم في كتاب الوصية ٢/٤١. باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد موته، واحمد ٢/٣٧٢، والترمذي في ابواب الاحكام ١/٢٥٦، باب الوقف، والنسائي في الوصايا ٢/٢٣–١٢٢ باب فضل الصدقة عن الميت وابويعلي في مسنده ١١/٣٤٣ (٦٤٥٧)

٤٨ – كتاب الروح لابن القيم ٢٣–٢٢٢، المسئلة السادسة عشرة، انتفاع الموتي بسعي من الاحياء–

٤٩ – اخرجه ابن جرير في جامع البيان ٢٧/٣٩ ، وابوعبدالله القرطبي في الجامع لاحكام القرآن ١٧/١١٤

٥٠ – روح المعاني للامام محمود آلوسي البغدادي ٢٧/٥٧ تحت آية ان ليس للانسان الا ما سعي

٥١ – اخرجه المسلم في الحج ١/٤٣١، باب صحة حج الصبي وابوداؤد في المناسك ١/٢٤٣ والنسائي في الحج ٢/٤، باب الحج بالصغير، والطحاوي في شرح معاني الآثار ١/٥٠٤ كتاب الحج :باب حج الصغير، و مالك في جامع الحج ٤٥٦ –والبيهقي في السنن الكبري ٥/٥٥٥.في الحج، واحمد ١/٣٤، ٢٢٩، وابن خزيمة ٤/٣٨٩ (٣٠٤٩) والحميدي في المسند ١/٢٣٤ (٥٠١) وابويعلي في مسنده ٤/٢٨٩ (٢٤٠٠) و عبد بن حميد في المنتخب ١/٥٣٨ (٦١٨)

٥٢ – اخرجه البخاري في الجنائز ١/١٨٦، باب موت الفجائة، والنسائي في الوصايا ٢/١٢٢، اذا مات الفجائة، والبيهقي في يا ٦/٢٧٧ باب الصدقة عن الميت و مسلم في الوصية ٢/٤١ باب وصول الصدقات الي الميت، وابن ماجه في الوصايا ٢/١٩٥ باب من مات ولم يوص هل يتصدق عنه وابو داؤد في الوصايا ٢/٤٢ باب ماجاء فيمن مات عن غير وصية يتصدق عنه، وابويعلي في مسنده ٧/٤١٠ (٤٤٣٤)

٥٣ – اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق (تهذيب ٢/٢٥٩ في ترجمة ابراهيم بن محمد بن سليمان

٥٤ – اخرجه القاضي اسماعيل في فضل الصلاة علي النبي ٤٢ (١١٠)

٥٥ – كتاب العلل والسوالات لعبدالله ابن احمد عن ابيه ٦٦

٥٦ – اخرجه ابن ماجه في الجنائز ١/١١٢، باب ما جاء في العلامة في القبر والبيهقي في السنن، كتاب الجنائز ٣/٤١٢ باب اعلام القبر بصخرة، وابوداؤد في الجنائز ٢/١٠١ في جمع الموتي في قبر

٥٧ – اخرجه البخاري في الجنائز ١/١٧٧ باب ما يكره من اتخاذ المساجد علي القبور و مسلم في المساجد ١/٢٠١، باب النهي عن بناء المساجد علي القبور، والبغوي في شرح السنة، كتاب الجنائز ٢/٤١٥ كراهية ان يتخذ القبر مسجدا (٥٠٨)

٥٨ – اخرجه المسلم في صفات المنافقين ٢/٣٧٦، تحريش

الشيطان، واحمد ٣/٨٦، ٦٦، ٣٥٤. والترمذي في البر والصلة ٢/١٥ باب ما جاء في التباعد و ابويعلي في مسند ٤٤/٧٧ (١١٤، ١٩٤(٢٠٩٥)

٥٩- الفتاوي الكبري لابن ١١/٣٠-٢٢٩ رقم المسئلة(١٨٧)

٦٠- اخرجه الطبراني في الكبير ٨/٢٩٨(٧٩٧٩)

٦١- اخرجه المسلم في الوصية ٢/٤١ باب وصول ثواب الصدقات الي الميت، والبيهقي في السنن الكبري في الوصية٦/٢٧٨ باب الصدقة علي الميت

٦٢- اخرجه احمد ٥/٢٨٥، ٦/٧، وابوداؤد في الزكوة باب في فضل سقي الماء والنسائي ٢/١٢٤ كتاب الوصايا :باب فضل الصدقة عن الميت، والطبراني في الكبير ٦/٢١(٥٣٨٣)

٦٣- اخرجه المسلم في باب وصول ثواب الصدقة عن الميت ١/٣٢٤، وابو داؤد في السنن، باب في فضل سقي الماء ١/٢٣٦

٦٤- القرآن ٣/٣٧

٦٥- القرآن ١٩/٢٥

٦٦- اخرجه البخاري في الجهاد ١/٤٢٨ و في المغازي ٢/٥٨٥ غزوة الرجيع، وابونعيم في الحلية ١/١١٣، واللالكائي في كرامات الاولياء ١٠٦(٥٣) والبيهقي في دلائل النبوة ٤/٣٣١ غزوة الرجيع، والواقدي في المغازي ١/٣٥٧ باب غزوة الرجيع .

٦٧- اخرجه البخاري في المغازي ٢/٥٨٦ باب غزوة الرجيع، و ابونعيم في الحلية ١/١١١ واللالكائي في كرامات الاولياء ١٠٦(٥٣) والبيهقي في دلائل النبوة ٤/٣٢٨ غزوة الرجيع، و ابن سعد في الطبقات الكبري ٢/٥٦ غزوة الرجيع، والواقدي في المغازي ١/٣٥٦ باب غزوة الرجيع

٦٨- اخرجه البخاري في المناقب ١/٥٣٧ في منقبة اسيد ابن

حضير، واحمد ٣/١٩٠، ٢٧٢، ١٣٨- والحاكم في المستدرك ٣/٢٨٨ وابن سعد في الطبقات الكبري ٣/٦٠٦، وابن عساكر في تاريخ دمشق(تهذيب للبدران ٣/٥٧) والبيهقي في الدلائل ٦/٧٨-٧٧ ما جاء في اضائة عصي وابونعيم في الدلائل ١/٥٦١(٥٠٣)

٦٩- اخرجه البخاري في التعبير ٢/١٠٣٥ من رآي النبي في المنام، والمسلم ٢/٢٤٢ كتاب الرؤية و البغوي في شرح السنة١٢/٣٢٧(٣٢٨٨) واحمد ٥/٣٠٦ واللالكائي في شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة ٢/٣٦٢، ٦/١٠١١(٦١٥-١٨٥٤)

٧٠- الحاوي للفتاوي للسيوطي ٢/٢٦٥ تنوير الحلك في رؤية النبي والملك

٧١- لطائف المنن لابن عطاء الله سكندري ١٥١، الباب الاول

٧٢- مثير الغرام الساكن الي اشراف الاماكن ١٠٩-١١١(٩٧، ٩٨، ٩٩)

٧٣- والبيهقي في دلائل النبرة٧/٦٩-٢٦٨، وابن سعد في الطبقات الكبر٢/٢٧٥ باب ذكر التعزيةبرسول الله

٧٤- القرآن ١٧/٨٢

٧٥- الافراد للدارقطني كذا في كنز العمال ١٠/٩(٢٨٠٦)

٧٦- اخرجه المسلم ٢/٢٢٤ باب استحباب الرقية، وابو داؤد في الطب ٢/١٨٦، باب في الرقي والبغوي في شرح السنة١٢/١٦٠(٣٢٤٠) وابن حبان ٦٣٢(٦٠٦٢) الرقاء والتمائم والبيهقي في السنن الكبري ٩/٣٤٩، كتاب الضحايا : باب اباحة الرقية بكتاب الله والطبراني في الكبير ١٨/٤١(٨٨)

٧٧- زاد المعاد حرف الكاف ٣/٢١٤

٧٨- ايضا ٣/٢١٥

٧٩- مجموع فتاوي ابن تيميه ١٢/٥٩٩

٨٠- اخرجه احمد ٤/١٥٦ عن عقبة بن عامر

٨١- اخرجه المسلم عن جرير بن عبدالله في كتاب العلم ٣٤١/٢ باب من سن سنة، واحمد ٣٥٧-٦٢/٤، والنسائي في الزكوة ١٩١/١ (٢٥٥٥) التحريض علي الصدقة، وابن ماجه في المقدمة ١٨/١ من سن سنة حسنة، والحميدي ٣٥٣/٢(٨٠٥)؛ والطبراني في الكبير ٣٢٩،٣١٥/٢ وابن حبان ١٣٠/٦(٣٢٩٧) وعبدالرزاق ٤٦٦/١١(٢١٠٢٤/٢٥) وابن ابي شيبة ١٠٩-١٠/٣، والبيهقي في شعب الايمان ٣٧٥-٧٦/٥(١٠،٧٠٠٦)، و في السنن الكبري ١٧٥-٧٦/٤ جماع ابواب صدقة التطوع، والترمذي في العلم ٩٢/٢، باب من دعا الي هدي والطيالسي ٩٣(٦٧٠)

٨٢-الحاوي للفتاوي للسيوطي ١٩٦/١ حسن المقصد في عمل المولد

٨٣- ايضا

٨٤- المورد الروي في المولد النبوي للملا علي القاري ٢٧؛ والمواهب اللدنية كما نقله ابن الجزري في كتابه عرف التعريف بالمولد الشريف ١٤٧/١

٨٥-اخرجه المسلم في الذكر ٣٤٥/٢ باب فضل الاجتماع علي تلاوة القرآن والذكر، واحمد ٩٤،٣٣/٢- والترمذي في الدعوات ١٧٥/٢ باب في القوم يجلسون فيذكرون، وابن ماجه في الادب ٢٦٨/٢،باب فضل الذكر، والطيالسي ٢٩٦(٢٢٣٣)،٣١٤(٢٣٨٦) وابن حبان ٥٤/٣ (٨٥٢) ذكرحفوف الملئكة بالقوم، وابويعلي ٤٤٥/٢،١١،١٨/١١،٢١(١٢٥٣)،(١٢٥٧) و عبدالله ابن المبارك في مسنده ٢٧(٤٥) والبغوي في شرح السنة ٢٧٣/١(١٢٧) باب فضل العلم، والطبراني في كتاب الدعا ٥٤/٢-١٦٥١(١٨٩٨-١٩٠٧) و عبدالرزاق ٢٩٤/١١(٢٠٥٧٧) وابن ابي شيبه ٣٠٨/١٠(٩٥٢٤) كتاب الدعاء ، باب ثواب ذكرالله ، و عبدبن حميد في المنتخب

٥٧/٢(٨٥٩)

٨٦- اخرجه المسلم في الذكر ٣٤٥/٢ فضل الاجتماع علي تلاوة القرآن والذكر، والترمذي في الدعوات ١٧٥/٢ باب في القوم يجلسون فيذكرون، وابن حبان ٣٨/٣(٨١٠) كتاب الاذكار ، باب ذكر مباهاة الله- واحمد ٩٢/٤، ابن ابي شيبه ٣٠٥/١٠(٩٥١٨) كتاب الدعاء والنسائي في آداب القضاء ٣٠٩/٢(٥٤٢٨) كيف يستخلف الحاكم- وابويعلي ٣٨١/١٢(٧٣٨٨) ،و عبدالله بن المبارك في الزهد ٣٩٥(١١٢٠) والطبراني في الكبير ٢٦٩/٩(٧٠١) بلفظ :- و من بك علينا-

٨٧-اخرجه احمد عن أنس : ١٤٢/٣، وابونعيم في الحلية ١٠٨/٣، وابويعلي ١٦٧/٧(٤١٤١)و البزار(كشف الاستار) ٤١٤/٤(٣٠٦١) كتاب الذكر : باب الاجتماع علي ذكرالله-

٨٨- اخرجه البخاري في التوحيد ١١٠/٢ باب قول الله عز و جل و يحذركم الله نفسه و المسلم في الذكر ٣٤١/٢، الحث علي ذكرالله- وابن ماجه في الادب ٢٧١/٢ باب فضل العمل، والبيهقي في شعب الايمان ٤٠٦/١(٥٥٠) باب في ادامة ذكرالله، والبغوي في شرح السنة ٢٧٣/٥(١٤٥٥)

٨٩-اخرجه احمد ٧١،٦٨/٣- والحاكم ٤٩٩/١ كتاب الدعاء :باب اكثروا ذكرالله- وابن حبا٣٣ ٣٩/٣(٨١٤) كتاب الاذكار، والبيهقي في شعب الايمان ٣٩٧/١(٥٢٦) فصل في ادامة ذكرالله- وابن عساكر في تاريخ دمشق (تهذيب ٢٢٤/٥ في ترجمة دراج، وعبدبن حميد في المنتخب ٨٣/٢(٩٢٣) وابن السني في عمل اليوم والليلة ١٢(٤) باب في حفظ اللسان، والهيثمي في المقصد العلي في زوائد ابي يعلي ٣١٨/٤(١٦٢٤) كتاب الاذكار والديلمي في فردوس الاخبار ١٠٦/١(٢٢٢) وابن المبارك في الزهد ٣٦٢(١٠٣٢) واحمد في الزهد ١٣٤

٩٠- القرآن ٢٣/٤٢

٩١- اخرجه الطبراني في الكبير ٤٧/٣(٢٦٤١) و ٣٥١/١١ (١٢٢٥٩)

٩٢- اخرجه البخاري في التفسير ٧١٣/٢، سورة الشوري ، والترمذي في التفسير ١٦٠/٢

٩٣- اخرجه ابن ابي حاتم في تفسيره كذا في الدر المنثور للسيوطي ٧/٦

٩٤- اخرجه ابن ماجه في مقدمة السنن ١٣/١ باب في فضل عباس بن عبدالمطلب باختلاف

٩٥- اخرجه الترمذي في المناقب ٢١٩/٢ مناقب اهل البيت، كم في المستدرك ١٥٠/٣ معرفة الصحابة، والديلمي في فردوس الاخبار ٣٩٩/٤(٦٦٨٤) والحكيم الترمذي في نوادرالاصول ٣٢ الاصل الحادي والعشرون، والطبراني في الكبير ٢٨١/١٠(١٠٦٦٤)، و ٤٦/٣(٢٦٣٩) وابونعيم في الحلية٢١١/٣، والخطيب في تاريخ بغداد ١٦٠/٤، والبيهقي في شعب الايمان ٣٦٦/١ باب معاني المحبة، و١٣٠/٢ باب في حب النبي (١٣٧٨،٤٠٨)

٩٦- كنزالعمال ٤٥٦/١٦(٤٥٤٠٩) احاديث متفرقة

٩٧-اخرجه الطبراني في الاوسط كذا في مجمع الزوائد ١٦٣/٩ باب في فضل اهل البيت

٩٨- اخرجه الطبراني في الاوسط كذا في كنزالعمال ٧٧/١(٣٠٨) و مجمع الزوائد ١٦٨/٩ في فضل اهل البيت و الطبراني في الكبير ١٢٦/٣(٢٨٨١)

٩٩- اخرجه البيهقي في شعب الايمان ١٨٩/٢(١٥٠٥) والديلمي في الفردوس ١٥٤/٥(٧٧٩٦)

١٠٠- اخرجه البخاري في الفضائل ٥٣٠/١ مناقب الحسن والحسين، ٥٢٢/١ مناقب قرابة النبي

١٠١- ايضا ٥٢٦/١

١٠٢- الشفاء بتعريف حقوق المصطفي للقاضي عياض ٣٧/٢ فصل من توقيره و بر آله

١٠٣-القرآن ٥٧/٣٣

١٠٤- ايضا

١٠٥- اخرجه ابن عدي في الكامل ٢٧١٧/٧ في ترجمة يزيد بن عبدالملك-

١٠٦- اخرجه الحاكم في المستدرك ١٤٩/٣ معرفة الصحابة، باب مبغض اهل البيت يدخل النار- وابن ماجه في مقدمة السنن ١٤/١ فضائل الحسن والحسين، وابن حبان ٦١/١٠(٦٩٣٨) وابن ابي شيبه ٩٧/١٢ كتاب الفضائل، والطبراني في الكبير ٢١-٢٦١٩) و ابن عساكر في تاريخ دمشق ٢١١/٤، والترمذي في المناقب ٢٢٧/٢

١٠٧- محمد بن عمر ملا في سيرته

١٠٨- اخرجه الحاكم ١٤٩/٣ معرفة الصحابة، باب خصوصيات اهل البيت، والطبراني في الكبير ١٧٧/١١(١١٤١٢)

١٠٩- اخرجه الديلمي في الفردوس ، و كذا في كنزالعمال ٩٣/١٢(٣٤١٤٣)

١١٠-القرآن ٣٣/٣٣

١١١- اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق (تهذيب ٢٠٨/٤) في ترجمة حسن بن علي

١١٢- اخرجه احمد ٢٩٢/٦، والطبراني في الكبير ٥٥/٣، و ٣٣٤/٢٣(٧٧٣) و٣٣٦(٧٧٩)وابويعلي ٤٥١/١٢(٧٠٢١) وابن ابي شيبه ٧٣-٧٢/١٢(١٢١٥٢) وابن عساكرفي تاريخه(تهذيب ٢٠٧/٤) في ترجمة حسن بن علي رضي الله تعالي عنهما-

١١٣- اخرجه احمد ٣٢٢/٦، والطبراني في الكبير ٥٣/٣ و ٣٣٦/٢٣(٢٦٦٤،٧٧٩) وابويعلي ٤٥٦/١٢(٧٠٢٦)

١١٤-القرآن ٦١/٣

١١٥- اخرجه المسلم ٢/٢٧٨ كتاب الفضائل- باب فضائل علي- والترمذي في التفسير ٢/١٢٩ سورة آل عمران- والحاكم في المستدرك ٣/١٥٠ معرفة الصحابة وابن ابي شيبه ١٢/٩٨(١٢٢٣٣) وابن عساكر في تاريخ دمشق (تهذيب ٤/٣١٨- الحسين بن علي

١١٦- مجمع الاحباب

١١٧- اخرجه الطبراني في الكبير ٧/٢٢(٦٢٦٠) و الحكيم الترمذي في نوادرالاصول ٢٦٣، الاصل الثاني والعشرون والمائتان، والحاكم في المستدرك ٣/١٤٩ معرفة الصحابة، مناقب اهل بيت رسول الله والديلمي عن علي في فردوس ر ٥/٥٦ (٧١٦٦) وابن حجر في المطالب العالية ٤/٧٤(٤٠٠٢)

١١٨- نقله الملا علي القاري في المرقاة

١١٩- اخرجه الحاكم في المستدرك ٣/١٥٠، كتاب معرفة الصحابة - فضائل اهل بيت رسول الله-

١٢٠- اخرجه الترمذي في الفضائل ٢/٢١٩ فضائل اهل بيت، وابويعلي في مسنده ٢/٢٩٧(٢٧،١٠٢١،١١٤٠) والطبراني في الكبير ٣/٦٦(٢٦٧٩) واحمد ٣/١٧،٢٦،٥٩- والدارمي ١/٣١٠(٣٣١٩) فضائل القرآن (مختصرا) والديلمي في الفردوس ١/٩٨(١٩٧) والبزار في كشف الاستار ٣/٢٢٣(٦٦١٧) فضائل اهل بيت

١٢١- اخرجه الحاكم في المستدرك ٣/١٥١ فضائل اهل بيت، والقضاعي في مسندالشهاب ٢/٧٥-٢٧٣(٤٥-١٣٤٢) وابونعيم في الحلية ٤/٣٠٦، والبزار في كشف الاستار ٣/٢٢٢(٢٦١٣) فضائل اهل البيت، والطبراني في الكبير ٣/٤٣،١٢/٢٧(٢٦٣٨) و (١٢٣٨٨) وابن عدي في الكامل ٤/١٥١٤، وابوالشيخ في الامثال ٢/٢٢٥(٣٣٣) والدولابي في الكني ١/٧٦ والخطيب البغدادي في تاريخه

١٢/٩١(٦٥٠٧)

١٢٢- اخرجه الطبراني في الصغير ٢/٣٠٣(٨١٢) و ١/١٥٧(٣٨٣) وفي الكبير ٣/٤٦(٢٦٣٧)

١٢٣- اخرجه البيهقي في الشعب ٢/٢١٦(٧٧-١٥٧٦) في تعظيم النبي، والطبراني في الاوسط ١/٤٠٨(٧٢٥) والديلمي في فردوس الاخبار ٤/٣٤٢(٦٥٣٣) و الاصبهاني: قوام السنة في الترغيب والترهيب ٢/٣٢٢(١٦٧٧) الترغيب في الصلاة علي رسول الله

١٢٤- ديوان الشافعي، الزرقاني علي المواهب اللدنية، الكلام علي اهل بية صلي الله تعالي عليه و سلم، ٧/٧

١٢٥- اخرجه المسلم في الايمان ١/١١٤ من مات علي الكفر

١٢٦- ايضا

١٢٧- اخرجه احمد ٤/٣٢٣، والحاكم في المستدرك ٣/١٥٨، فضائل السيدة فاطمة رضي الله تعالي عنها-

١٢٨- مر تخريجه برقم ١١٩

١٢٩- الفتاوي الحديثية للامام احمد بن حجر رحمه الله

١٣٠- اخرجه الحاكم ٣/١٤٢، نكاح عمر بام كلثوم رضي الله تعالي عنها، والطبراني في الكبير ٣/٤٥-٤٤(٢٦٣٣) والبزار في مسنده كشف الاستار ٣/١٥٢(٢٤٥٥) باب انقطاع الاسباب غير سببه و نسبه وابونعيم في حلية الاولياء ٣/٣٤، وابن سعد في الطبقات الكبري ٨/٤٦٣، والبيهقي في السنن الكبري ٧/٦٤،١١٤، والخطيب في تاريخه ٦/١٨٢ في ترجمة رستم، و سعيد بن منصور ١/١٤٧(٥٢٠) كتاب النكاح- و ابن عساكر في تاريخ دمشق تهذيب ٦/٢٧

١٣١- اخرجه البزار في مسنده كشف الاستار ٣/١٥٣(٢٤٥٧)

١٣٢- اخرجه احمد ٣/١٨،٦٢، والحاكم في المستدرك ٤/٧٤ في فضائل قريش، والديلمي في فردوس الاخبار ٤/٣٩٩(٦٦٨٣)-

۱۳۳-القرآن ۸/ ٦٤
۱۳٤- القرآن ۹/ ۱۰۰
۱۳٥- القرآن ٤۸/ ۲۹
۱۳٦-القرآن ۳/ ۱۷۲
۱۳۷-القرآن ۸/ ۷٤
۱۳۸- رواه ابن ماجه في فضل اهل بدر ص ۱٥، و رواه البخاري في فضائل اصحاب النبي صلي الله تعالي عليه و سلم ۱۱/ ٥۱٥، و رواه ابو داود في سننه، باب في النهي عن سب رسول الله صلي الله تعالي عليه و سلم/ ۲۸٤
۱۳۹- رواه مسلم في فضائل الصحابة ۲/ ۳۰۹، و رواه ابو دود في كتاب السنة ۲/ ۲۸٤
۱٤۰- ذكره احمد في مسنده ٤/ ۳۹۹، و مسلم في كتاب الفضائل ۲/ ۳۰۸
۱٤۱- رواه عبد الرزاق في المصنف ۱۱/ ۳٤۱ (۲۰۷۱۰)
۱٤۲- رواه البخاري في كتاب الجهاد ۱/ ٤۰٦، و في باب فضائل اصحاب النبي صلي الله تعالي عليه و سلم ۱/ ٥۱٥، و مسلم في كتاب الفضائل ۲/ ۳۰۸، و احمد في مسنده ۳/ ۷
۱٤۳-القرآن ۱۹/ ۱۷

تضمین حرماں خیرآبادی بر نعت حضرت رضا بریلوی ؒ

وصفت ز بشر ہم نا ممکن ہستی ممدوح خدا جانا
من یا ہے بچار کرت تسدن تو ہے پرکھن ہار تھکیا جانا
لکھی ہے یہی چشم باطن، میں نے تو تجھے یکتا جانا
لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کا تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

رخ اے شافع روز جزا، شد غرقۂ بحر گنہ دل ما
من کوان لوگ کا روگ لگا جن چاہے نہ آپ بلیغ خدا
کرتا ہوں یہی دن رات دعا اے ساقی چشمۂ کوثر آ
الموج علا والبحر طغی، من بیکس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیا پار لگا جانا

من تیرہ نصیب سیاہ عمل، دارم ہمہ عقدۂ لاینحل
نہ تو کام کی آس نہ کام کا بل، تورے چیت کو دھیر نہیں اک پل
اب تو چاہے تو مجھے کل، تر ہو سوکھی ہوئی یہ کشت عمل
لک بدر فی الوجہ الاجمل، خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل، رحمت کی بھرن برسا جانا

تا چند کشم بہ فراق تو غم، تا کے خور و نوش سرشک الم
ہر آن کا راج بڑھے جم جم، سدھ کا ہے بسار دئی پیتم،
میں تشنۂ شوق ہوں تیری قسم، تپ ہجر سے اب جو تن ہے بے دم
انا فی عطش و سخاک اتم، اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم، دو بوند ادھر بھی گرا جانا

بگذشت بہ لہو و لعب طفلی، ایام شباب بہ بے خبری
اب تیرے نیت کی لاگ لگی، پیا مجھے پران نکس جائی
جز تیرے نہیں دنیا میں کوئی، جو روز وہاں جائے قطعی
یا شمس نظرتِ الی لیلی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی

تورے جوت کی جھل جھل جگ میں رچی، مری شب نے نہ دن دیکھا نا

از گردشِ بخت و جفائے فلک، ہستم در امن و امان اینک
اب جات ہی جیرا کی کسک، نہ وہ ٹیس نہ پیر نہ دکھ نہ ٹپک
لیکن یہ مزا ہے، اسی در تک، اس میں نہیں شک اس میں نہیں شک
یا قلبی زیدی اجلک سمے بر حسرتِ تشنہ لبک

مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

یا شاہ جہ گرامت، ندارم بارسنت غم فرقت
تجلائے دی توری کارنت، موئے سیس سوا ہے پیل کوست
حسرت ہے اگر تو یہی حسرت، کہ وہیں بھول جائے مجھے قسمت
دانا لشو لعابِ ذہبت، آں عہد حضورِ بارگہت

جب یاد آوت موہے کر نہ پرت، دردا وہ مدینے کا جانا

چہ کنم شکرِ کرم تو ادا، نہ دہن و ارم نہ زبان بخدا
تا تو راج بڑھائے سوا، حرماں کی بھی تسدی ہے، یہ دعا
ملنے میں جو مجھ کو ملا ہے مزا، واللہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا
الروح فداک فزد حرقا، یک شعلہ دگر برزن عشقا

مورا تن من دھن سب پھونک دیا، یہ جان بھی پیارے جلا جانا

عمل سے زندگی بنتی ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کیجئے کہ ایمان کی اصل و بنیاد ہے۔

فرائض و واجبات کی پابندی کیجئے۔ نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج حتی المقدور ادا کیجئے' کہ ان کے بغیر ایمان نامکمل ہے اور حرام و مکروہ و ممنوع کاموں سے پرہیز کیجئے۔

نوافل' ذکر اللہ اور ذکر رسول کی محافل' خصوصاً محافل میلاد کا اہتمام کیجئے' کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و قربت کا ذریعہ ہیں۔

حسن معاملہ' حسن سیرت' خوش اخلاقی' وعدہ وفائی اور عمل بالسنہ کو اپنا شعار بنائیے' کہ اس میں نجات ہے۔

قرآن و سنت کا علم حاصل کیجئے کہ اس کے بغیر عمل گمراہی ہے۔

قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب سمجھنے کے لیے بہترین ترجمہ "کنز الایمان از امام احمد رضا بریلوی" کا مطالعہ کیجئے' کہ قرآن مجید کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔

میلاد شریف' گیارہویں شریف' عرس' فاتحہ چہلم اور دوسری مذہبی تقریبات میں کھانے' شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنت اور بزرگوں کی کتابیں اور لٹریچر بھی چھپوا کر تقسیم کیجئے' کہ دین کی اشاعت ہوگی۔

فحاشی' عریانی' بے حیائی' بدعملی اور بدعقیدگی کے سیلاب کو روکنے کے لیے دینی' اخلاقی اور تعمیری لٹریچر کو گھر گھر پہنچانے کے لیے لائبریریاں قائم کیجئے' ہمارا ساتھ دیجئے اور تنظیم کے معاون و مددگار بنئے۔

ماں باپ کی خدمت کیجئے' اولاد کی اچھی تربیت کیجئے' ہمسایوں سے بہتر سلوک کیجئے' رزق حلال طلب کیجئے' قرض ہر صورت ادا کیجئے۔ نیک لوگوں کی مجلس اختیار کیجئے' کہ یہ سب دنیا و آخرت میں کامیابی کا سبب ہیں۔

تنظیم نوجوانان اہل سنت کی رکنیت اختیار کر کے دین کی اشاعت کے معاون و مددگار بنئے' اور جہاد بالقلم کی تحریک میں شمولیت اختیار کیجئے۔

منجانب : تنظیم نوجوانان اہل سنت